بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نکاح نصف دین ہے

مؤلف

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور

ملنے کا پتا

جامع مسجد نگینہ

977-A' بلاک بی III' گجر پورہ سکیم لاہور۔ 6823128

www.seedharastah.com

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب : "نکاح نصف دین ہے"
مؤلف : منیر احمد یوسفی (ایم-اے)
مدیر اعلیٰ ماہنامہ "سیدھا راستہ" لاہور
کمپوزر : محمد عثمان علی یوسفی
کمپوزنگ سینٹر : ابوبکر کمپوزنگ سینٹر چائنہ سکیم لاہور
6846677
پرنٹرز : نگینہ پرنٹرز 6290089
پروف ریڈرز : صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی
رشید احمد جنجوعہ یوسفی (ایم-اے، ایل-ایل-بی)
پہلی مرتبہ اشاعت : (۱۱۰۰) صفر المظفر ۱۴۲۶ھ مارچ ۲۰۰۵ء
دوسری مرتبہ اشاعت : (۱۱۰۰) محرم الحرام ۱۴۲۹ھ جنوری ۲۰۰۸ء
ہدیہ : 40 روپے
ناشرین : صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی (M.C.S)
صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی
صاحبزادہ محمد ابوبکر یوسفی زمزمی

ویب سائٹ ایڈریس www.seedharastah.com
ای- میل ایڈریس info@seedharastah.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱۔	جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں۔	۲
۲۔	فہرست۔	۳
۳۔	پیش لفظ۔	۷
۴۔	حرفِ آغاز۔	۹
۵۔	بہ فیضان نظر۔	۱۱
۶۔	انتساب۔	۱۲
۷۔	نکاح۔ نکاح کا رکن ایجاب وقبول۔	۱۴
۸۔	نکاح کی شرائط۔	۱۵
۹۔	نکاح مستحبات۔	۱۶
۱۰۔	خطبۂ نکاح۔	۱۷
۱۱۔	بہترین عبادت۔	۱۸
۱۲۔	ہم جنس سے نکاح۔	۱۸
۱۳۔	نکاح کی نوعیتیں۔	۱۸
۱۴۔	نکاح چار وجوہ سے۔	۱۸
۱۵۔	خطرے سے آگاہی۔	۲۰
۱۶۔	نکاح نصف دین ہے۔	۲۰
۱۷۔	جس نے میری سُنّت سے اعراض کیا وہ میرا نہیں۔	۲۱
۱۸۔	نیک بیوی بہترین نعمت۔	۲۱
۱۹۔	دنیا کی بہترین متاع۔	۲۲
۲۰۔	کیسی عورت سے نکاح کرنا چاہیے؟	۲۲

۲۱۔ دینداری اور اخلاق، بہترین معیارِ نکاح۔ ۲۲
۲۲۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی خصوصی مدد۔ ۲۳
۲۳۔ نکاح، نگاہ نیچی کرنے والا ہے۔ ۲۳
۲۴۔ برکت والا نکاح۔ ۲۴
۲۵۔ گناہ باپ پر۔ ۲۴
۲۶۔ نکاح کے لئے دنیاداروں کا حسب۔ ۲۴
۲۷۔ نکاح کے لئے ہم عمر چاہیے۔ ۲۵
۲۸۔ شوال المکرّم کے مہینے میں نکاح۔ ۲۵
۲۹۔ کسی کے پیغام پر پیغام بھیجنے کی ممانعت۔ ۲۶
۳۰۔ حدیث شریف نمبرا۔ ۲۶
۳۱۔ حدیث شریف نمبر۲۔ ۲۶
۳۲۔ اِعلانِ نکاح۔ ۲۷
۳۳۔ نکاح کے وقت دف بجانا۔ ۲۷
۳۴۔ مسجد میں اعلانیہ نکاح کرنا۔ ۲۸
۳۵۔ پاکیزہ غزل یا حمد ونعت پڑھنا۔ ۲۹
۳۶۔ نکاح کے موقعہ پرکھیل کود۔ ۲۹
۳۷۔ نکاح کی مبارک باد دینے کا طریقہ۔ ۳۰
۳۸۔ نکاح کے لئے نماز پڑھنا اور استخارہ کرنا۔ ۳۰
۳۹۔ استخارہ کیسے کیا جاتا ہے؟ ۳۱
۴۰۔ گھریلو حالات کی وجہ سے بیوہ سے نکاح کرنا۔ ۳۲
۴۱۔ نکاح کے لئے اجازت لینا۔ ۳۳
۴۲۔ پیغام بھیجنے والے کا حال پوچھنا۔ ۳۴

۴۳۔ عقیم سے نکاح کی کراہت۔ ۳۴
۴۴۔ اگر نکاح کے لئے حالات پوچھے جائیں۔ ۳۵
۴۵۔ غیرت مند عورت سے نکاح۔ ۳۵
۴۶۔ دلہن کو آراستہ کرنا۔ ۳۶
۴۷۔ صداق یعنی حق مہر۔ ۳۷
۴۸۔ حق مہر کی اقسام۔ ۳۷
۴۹۔ معجّل۔ ۳۷
۵۰۔ مُؤجّل۔ ۳۸
۵۱۔ مطلق۔ ۳۸
۵۲۔ اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حق مہر۔ ۳۸
۵۳۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا حق مہر۔ ۳۹
۵۴۔ دس اَوقیہ حق مہر۔ ۳۹
۵۵۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اعجاز۔ ۳۹
۵۶۔ حضرت اماں حوا رضی اللہ عنہا کا حق مہر۔ ۴۰
۵۷۔ قرآنِ مجید کی سورتیں بطورِ حق مہر۔ ۴۰
۵۸۔ گٹھلی کے وزن کے برابر سونا بطور حق مہر۔ ۴۱
۵۹۔ دُولہا کی طرف سے کسی اور کا حق مہر ادا کرنا۔ ۴۲
۶۰۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا استحبابی حکم۔ ۴۲
۶۱۔ لپ بھر ستو یا چھوہارے۔ ۴۳
۶۲۔ جوتوں کا جوڑا، حق مہر۔ ۴۳
۶۳۔ حق مہر کی کثرت وقلت۔ ۴۴
۶۴۔ مہر مثل۔ ۴۴
۶۵۔ حق مہر میں انصاف اور عدل۔ ۴۵
۶۶۔ نکاح سے پہلے جو کچھ دیا۔ ۴۶

٦٧۔ کیا عورت کے حق مَہر میں سے کچھ لیا جا سکتا ہے؟ ۴٧
٦٨۔ ''اِسلام'' بطور حق مَہر۔ ۴٧
٦٩۔ ''آزادی'' بطور حق مَہر۔ ۴٨
٧٠۔ آزاد کر کے نکاح کرنے پر دوہرا ثواب۔ ۴٨
٧١۔ ولیمہ۔ ۵٠
٧٢۔ دعوتِ ولیمہ میں آنا۔ ۵١
٧٣۔ نصیحت آموز واقعہ۔ ۵٢
٧۴۔ ولیمہ کے لئے ایک بکری۔ ۵٣
٧۵۔ حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ۔ ۵۴
٧٦۔ گوشت اور روٹی سے ولیمہ۔ ۵۵
٧٧۔ ہریسہ سے ولیمہ۔ ۵۵
٧٨۔ بدترین دعوتِ ولیمہ۔ ۵٦
٧٩۔ ستو اور چھوہارے سے ولیمہ۔ ۵٦
٨٠۔ سوا دو سیر جو سے ولیمہ۔ ۵٦
٨١۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ولیمہ۔ ۵٧
٨٢۔ دعوتِ ولیمہ قبول کرنا سُنّت ہے۔ ۵٧
٨٣۔ بغیر دعوت کے آنے والا چور ہے۔ ۵٨
٨۴۔ تعلیم اُمّت کے لئے۔ ۵٩
٨۵۔ نکاح کے بعد نام بدلا جا سکتا ہے۔ ۵٩
٨٦۔ پہلے دن ولیمہ حق ہے۔ ٦٠
٨٧۔ ضمیمہ۔ ٦٠
٨٨۔ بارات اور شادی بیاہ کے موقع پر شیطانی حرکات۔ ٦٠
٨٩۔ فہرست کتب۔ ٦۴

پیش لفظ

اللہ ربُّ العزّت جل شانہٗ نے اِس کائنات کی تخلیق کے بعد' جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا' تو اُن کی دل جُوئی کے لئے اُن کی پسلی سے حضرت امّاں حوا سلام اللہ علیہا کو پیدا فرمایا۔ تقاضائے فطری کے تحت جب حضرت آدم علیہ السلام کو امّاں حوا سلام اللہ علیہا سے قربت کا خیال آیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ نے پہلے حق مَہر ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے حق مَہر سے متعلق پوچھا' تو ارشادِ باری تعالیٰ ہوا کہ اے آدم (علیہ السلام) آپ میرے پیارے حبیب نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود پڑھیں۔ یہی آپ کی طرف سے حق مَہر ہے۔

نکاح کرنا، جہاں فرمانِ باری تعالیٰ اور فرمانِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے وہاں حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّتِ مبارکہ بھی ہے اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ عالی شان ہے۔ ''اِس سُنّتِ مبارکہ پر عمل پیرا ہونے سے اِیمان پختہ ہوتا ہے''۔ زندگی میں آسودگی آتی ہے اور اِنسان میں اِحساس ذمہ داری اُجاگر ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نکاح کو نسلِ اِنسانی کی بقاء اور افزائش کا ذریعہ بنایا ہے نکاح سے ہی ایک خاندان کی بنیاد پڑتی ہے جو اِنسانی معاشرہ کے قیام کی بنیادی اَکائی ہے۔ لیکن اکثر لوگ نکاح ایسے اہم فریضہ کے متعلق بنیادی مسائل واحکامات سے ناواقفیت کی وجہ سے اِس کی اہمیت کو سمجھنے سے قاصر ہیں اور نکاح کو محض ایک رسمی کارروائی خیال کرتے ہیں۔ کسی مرد یا عورت سے نکاح کرتے وقت اُن کے ذہن میں کوئی واضح تصور نہیں ہوتا' لڑکی یا لڑکا دیندار بھی ہیں یا نہیں بس شادی ہونی چاہیے' لڑکا مالدار ہو اور لڑکی خوبصورت ہو اور ڈھیروں مال لے کر آئے اور بس!

اصلاحِ احوال کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے قبلہ محترم حضرت علامہ منیر احمد یوسفی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے نہایت عرق ریزی سے نکاح کی اہمیت، مسنون طریقۂ نکاح اور مسنون دعوتِ ولیمہ کے متعلق جملہ مسائل کو ''نکاح نصف دین ہے'' کے عنوان سے قرآن وسُنّت اور اَحادیثِ مبارکہ کی روشنی میں نہایت آسان اور عام فہم انداز میں مرتب فرمایا ہے۔ اِس سے جہاں ایک طرف نکاح ایسی عظیم سُنّت کا تقدس واضح طور پر سمجھ میں آتا ہے وہاں دوسری طرف مغربی تہذیب سے متاثر افراد، جو نکاح کو محض ایک رسمی کارروائی سمجھتے ہیں' اُن کو راہنمائی حاصل ہوگی۔

اِس کتاب میں ہر بات کو باقاعدہ حوالہ جات کے ذریعے پیش کیا گیا ہے تاکہ قارئین کرام کو کوئی ابہام نہ رہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ قبلہ محترم کی اِس عظیم کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور اُمّتِ مسلمہ کی ہدایت وراہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین!

خیر اندیش

رشید احمد جنجوعہ یوسفی عفی عنہ

حرفِ آغاز

اِسلامی معاشرہ، ایک مثالی معاشرہ ہوتا ہے۔ جس میں صاحبِ اِیمان لوگوں کے شب و روز اللہ تبارک وتعالیٰ کے خوف اور رسولِ کریم ﷺ کی محبت' وفا داری اور فرمانبرداری میں گزرتے ہیں۔ بندۂ مومن کا ہر کام دوسروں کے لئے روشن نمونہ ہوتا ہے۔ لیکن آج حالات نے ایسا رخ بدلا ہے کہ ہم کلمہ پڑھنے والوں کی اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ ہماری کامیابی یہودیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کی پیروی میں ہے۔

نکاح جیسی عظیم اور پاکیزہ عبادت اور شادی جیسی مقدس تقریب کو ہم لوگوں کی اکثریت نے ایسے سانچے میں ڈھال لیا ہے کہ لگتا ہی نہیں کہ ہم کلمہ پڑھنے والوں کی یہ کوئی پاکیزہ اور عظمت وشرافت والی تقریب ہے۔

نکاح سے قبل ''مہندی'' جیسی من گھڑت رسم، سڑکوں پر نوجوان بچیوں کا ڈھولکی اور تالیوں کی گونج میں شوروغوغا، پھر دُولہا اور دُلہن کے گھر سے دُور اُترنے والی ''مہندی'' کی بے پردہ اور غیرت کا جنازہ نکالنے والی فوج، گلی محلے کے دیکھنے والے کھلنڈرے نوجوانوں کا رش اور نوجوان بے پردہ لڑکیوں کی سڑکوں پر بننے والی فلمیں اور دیکھے جانے والے حیاء سوز مناظر اور پھر اندرونِ خانہ کیا کچھ، اللہ کی پناہ اور نکاح کے دن دُلہن کی فلمبندی اور کیا کچھ، نیز بعض ناقابل تحریر، نازیبا حرکات اور حیاء سوز مناظر، الامان والحفیظ! اِن تقریبات میں شامل خاندان کا کوئی بڑا کچھ کہنے کی جرأت کرتا ہے اور نہ ہی روکنے کی ہمت۔

دن بدن ہمارا اِسلامی معاشرہ زوال پذیر ہو رہا ہے۔ خوفناک قسم کی روشن خیالی، اخلاقی پستی اور اخلاقی گراوٹ، ہماری جوانمردی اور اِسلامی شرافت کا جنازہ نکال رہی ہے۔ خدارا! سنبھلنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے۔

ہم مسلمان ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک مانتے ہیں اور نبی آخر الزماں، محبوبِ کائنات، نبی الانبیاء، حبیب کبریا، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہیں اور آخرت پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ مگر غیر اِسلامی طرزِ زندگی کا اپنے مالکِ حقیقی عزّوجلّ کو کیا جواب دیں گے؟ کس منہ سے پیش ہوں گے؟ کیا ہم دنیا کی قیادت کے لائق ہیں؟ کیا متانت اور وقار کا نمونہ ہیں؟ ہم آنے والی نسلوں کے لئے کیا مثالیں قائم کررہے ہیں؟

غور و فکر اور تدبر و تفکر کی ضرورت ہے۔

خیر اندیش

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

بہ فیضانِ نظر

قطبِ جلی، پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت،

نیّر اَوجِ شرافت، مصرِ محبت، زبدۃ العارفین،

پیکرِ صدق وصفا، عاشقِ رسول، فنافی الرسول،

پروانۂ توحید و رسالت، امینِ علم لدنی،

حضرت قبلہ علامہ مولانا

حاجی محمد یوسف علی صاحب نگینہ

نقشبندی، مجددی، قادری، چشتی، سہروردی

رحمہ اللہ تعالیٰ

مرکزِ انوار و تجلیات

آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف چک نمبر ۶۷ اگ۔ب، تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

www.seedharastah.com

انتساب

یہ کتاب ''نکاح نصف دین ہے''

رسولِ کریم رؤف ورحیم' سرکارِ کائنات' رحمۃ للعالمین

شفیع المذنبین' صاحبِ مقام محمود' خاتم النبیین نورِ مجسم' فخر موجودات

حضرت احمد مجتبٰے محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

کی عظیم الشان' بلند مرتبہ' ازواجِ مطہرات اور بناتِ مطہرات رضی اللہ عنہن

کے نام منسوب کی جاتی ہے۔

بندۂ ناچیز دُعا گو ہے کہ جتنے لوگ اِس کتاب کو پڑھیں وہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے نکاح اور شادی بیاہ کے موقع پر اِس کتاب سے راہنمائی حاصل کریں اور بندۂ ناچیز کے والدین مرحومین کے درجات کی بلندی کے لئے دُعا کریں۔

نیاز آگین

منیر احمد یوسفی عفی عنہ

www.seedharastah.com

نکاح

سُنّتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہے

www.seedharastah.com

نکاح

نکاح ''نکح'' سے ہے۔ جس کے معنی ضم یعنی ملنا کے ہیں۔ چونکہ نکاح کی وجہ سے دو شخص یعنی مرد اور عورت (خاوند اور بیوی) مل کر زندگی گزارتے ہیں۔ نکاح کی برکت سے دو افراد، دو خاندان، بلکہ بعض اوقات دو ملک آپس میں مل جاتے ہیں۔ اِس لئے اِسے '' نکاح'' کہتے ہیں۔ اصطلاحِ شریعت میں یہ لفظ مشترک ہے۔ صحبت اور عقد دونوں پر بولا جاتا ہے۔ علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے' لغت میں نکاح کے معنی وطی کے ہیں۔ تزویج (شادی) پر اِس کا اطلاق اِس لئے کرتے ہیں کہ یہ وطی کا سبب ہے۔ امام الائمہ' کاشف الغمہ' سراج الامہ' امام اعظم حضرت ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ نکاح کا حقیقی معنی وطی ہے۔ عقد پر اطلاق مجازی ہے۔ علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ نے امام قرطبی علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے کہ نکاح کا اطلاق عقد پر مشہور ہے۔ [۱]

نکاح کا رکن ایجاب وقبول:

ایجاب وقبول یعنی ایک کہے میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں دیا، دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ یہ نکاح کے رکن ہیں۔ پہلے جو کہے وہ ایجاب ہے اور اِس کے جواب میں دوسرے کے الفاظ کو قبول کہتے ہیں، یہ کچھ ضروری نہیں کہ عورت کی طرف سے ایجاب ہو اور مرد کی طرف سے قبول، بلکہ اِس کا اُلٹ بھی ہوسکتا ہے۔ (درمختار۔ ردالمحتار) [۲]

مسئلہ: ایجاب وقبول میں ماضی کا لفظ ہونا ضروی ہے، مثلاً یوں کہے کہ میں نے اپنا یا اپنی لڑکی یا اپنی مؤکلہ کا تجھ سے نکاح کیا یا اِس کو تیرے نکاح میں دیا وہ کہے میں نے اپنے لئے یا اپنے بیٹے کے لئے قبول کیا۔ [۳]

---

[۱] عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۲۰ ص ۶۴ [۲] بہار شریعت جلد ۷ ص ۶ (چھاپہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور) [۳] ایضاً۔

نکاح کی شرائط:

نکاح کے لئے چند شرطیں ہیں:

(۱) عاقل ہونا، مجنون یا ناسمجھ بچہ نے نکاح کیا تو منعقد ہی نہ ہوا۔

(۲) بلوغ، نابالغ اگر سمجھ والا ہے تو منعقد ہوجائے گا۔ مگر ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔

(۳) گواہ ہونا، یعنی ایجاب وقبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے ہو۔ گواہ آزاد‘ عاقل‘ بالغ ہوں اور سب نے ایک ساتھ نکاح کے الفاظ سنے ہوں‘ بچوں اور پاگلوں کی گواہی سے نکاح نہیں ہوسکتا، نہ غلام کی گواہی سے اگرچہ مدبر یا مکاتب ہو۔ مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت کے ساتھ ہوسکتا ہے تو گواہوں کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے، لہٰذا مسلمان مرد وعورت کا نکاح کافر کی شہادت سے نہیں ہوسکتا۔ ؎۴

مسئلہ: صرف عورتوں یا خنثیٰ کی گواہی سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ جب تک ان میں سے دو کے ساتھ ایک مرد نہ ہو۔ (تاتارخانیہ)۔ ؎۵

مسئلہ: یہ جو تمام برصغیر پاک و ہند میں عام طور پر رواج پڑا ہوا ہے کہ عورت سے ایک شخص اذن لے کر آتا ہے، جسے وکیل کہتے ہیں وہ نکاح پڑھانے والے سے کہہ دیتا ہے‘ میں فلاں کا وکیل ہوں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ نکاح پڑھا دیجئے۔ یہ طریقہ محض غلط ہے۔ وکیل کو یہ اختیار نہیں کہ اِس کام کے لئے دوسرے کو وکیل بنا دے۔ اگر ایسا کیا تو نکاح فضولی ہوا۔ یہ اجازت پر موقوف ہے۔ بلکہ یوں چاہئے کہ جو پڑھائے وہ عورت یا اُس کے ولی کا وکیل بنے خواہ یہ خود اُس کے پاس جاکر وکالت حاصل کرے یا دوسرا اُس کی وکالت کے لئے اذن لائے کہ فلاں بن فلاں بن فلاں کو تو نے وکیل کیا کہ وہ تیرا نکاح فلاں بن فلاں بن فلاں سے کر دے عورت کہے ہاں۔ ؎۶

؎۴ بہارِشریعت جلد۷ ص۹۔ ؎۵ بہارِشریعت جلد۷ ص۱۰۔ ؎۶ بہارِشریعت جلد۷ ص۱۱۔

(۴) ایجاب وقبول دونوں کا ایک مجلس میں ہونا۔ تو اگر دونوں ایک مجلس میں موجود تھے ایک نے ایجاب کیا دوسرا قبول سے پہلے اُٹھ کھڑا ہوا یا کوئی ایسا کام شروع کر دیا جس سے مجلس بدل جاتی ہے تو ایجاب باطل ہو گیا۔ اب قبول کرنا بے کار ہے۔ پھر سے ہونا چاہئے۔(عالمگیری)۔ مرد نے کہا میں نے فلانی سے نکاح کیا اور وہ وہاں موجود نہ تھی۔ اُسے خبر پہنچی تو کہا میں نے قبول کیا یا عورت نے کہا میں نے اپنے کو فلاں کی زوجیت میں دیا اور وہ غائب تھا۔ جب خبر پہنچی تو کہا میں نے قبول کیا دونوں صورتوں میں نکاح نہ ہوا اگر چہ جن گواہوں کے سامنے ایجاب ہوا۔ اُنہی کے سامنے قبول بھی ہوا۔(عالمگیری)۔[۷]

(۵) ایجاب وقبول میں مخالفت نہ ہو۔ قبول ایجاب کے مخالف نہ ہو، مثلاً اِس نے کہا ہزار روپے مَہر پر تیرے نکاح میں دی اُس نے کہا نکاح تو قبول کیا اور مَہر قبول نہیں کیا تو نکاح نہ ہوا اور اگر نکاح قبول کیا اور مَہر کی نسبت کچھ نہ کہا تو ہزار پر نکاح ہو گیا۔(عالمگیری۔ ردالمحتار) [۸]

نکاح کے مستحبات:

مندرجہ ذیل اُمور مستحب ہیں:-

(۱) اِعلانیہ ہونا۔

(۲) نکاح سے پہلے خطبہ پڑھنا کوئی سا خطبہ ہو اور بہتر وہ ہے جو حدیث شریف میں وارد ہوا۔

(۳) مسجد میں ہونا۔

(۴) جمعۃ المبارک کے دن ہونا۔

(۵) گواہان عادل کے سامنے ہونا۔

(۶) عورت عمر، حسب، مال اور عزت میں مرد سے کم ہو اور چال چلن اور اخلاق وتقویٰ وجمال میں بیش ہو۔(درمختار) حدیث شریف میں ہے جو کسی عورت

---

[۷] بہار شریعت جلد ۷ ص ۱۳۔ [۸] بہار شریعت جلد ۷ ص ۱۴۔

سے بوجہ اُس کی عزت کے نکاح کرے' اللہ تبارک وتعالیٰ اُس کی ذلت میں زیادتی کرے گا اور جو کسی عورت سے اُس کے مال کے سبب نکاح کرے گا، اللہ تبارک و تعالیٰ اُس کی محتاجی ہی بڑھائے گا، اور جو اُس کے حسب کے سبب نکاح کر لے گا تو اُس کے کمینہ پن میں زیادتی فرمائے گا، اور جو اِس لیے نکاح کرے کہ اِدھر اُدھر نگاہ نہ اُٹھے اور پاک دامنی حاصل ہو یا صلہ رحم کرے تو اللہ عزّوجل' اُس مرد کے لئے عورت میں برکت دے گا اور عورت کے لئے مرد میں۔ رواہ الطبرانی عن انس رضی اللہ عنہ کذا فی الفتح ۔[۹]

خطبہ نکاح

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُاَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًاعَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً ج وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ط اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا o یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ o یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ط وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا o [۱۰]

---

[۹] بہار شریعت جلد ۷ ص ۶ چھاپہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔ [۱۰] ایضاً۔

بہترین عبادت:

نکاح بہترین عبادت ہے۔اِس سے نسل اِنسانی کی بقاء ہے۔ اِس کے تقدس اور عظمت کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے۔ یہ ہی صالحین ،محسنین ، عابدین اور نسلِ اِنسانی کی پیدائش اور افزائش کا ذریعہ ہے۔

ہم جنس سے نکاح:

اِنسان مرد کا نکاح صرف اِنسان عورت سے ہی ہوسکتا ہے۔نہ کسی جن سے ہوسکتا ہے، نہ کسی دریائی مخلوق سے اور نہ ہی کسی جانور چوپائے سے۔ جنت میں اِنسان مردوں کا نکاح حوروں سے ہوگا۔ یہ وہاں کی خصوصیات میں سے ہے۔ ورنہ حوریں اولادِ آدم سے نہیں ہیں۔حضرت آدم علیہ السلام کو جب جنت میں رکھا گیا وہاں اُنہیں ہر طرح کی سہولتیں میسر تھیں۔مگر اُن کے لئے اُن کی ہم جنس خاتون حضرت بی بی حوا علیہا السلام کی تخلیق فرمائی گئی۔شہداء کی روحیں جنت میں ہیں اور حضرت ادریس علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی جنت میں۔ مگر انہیں وہاں حوروں کی اجازت نہیں، یہ اجازت بعد قیامت ہوگی۔ کیونکہ قیامت سے پہلے نکاح کے لئے جنسیت شرط ہے۔

نکاح کی نوعیتیں:

(۱) نکاح بحالت سکون سُنّت ہے۔

(۲) بدکاری کے اندیشہ کی صورت میں نکاح فرض ہے۔

(۳) نامرد کیلئے نکاح جُرم ہے۔

(۴) جو شخص عورت کے خرچہ پر قادر نہ ہو، اُس کے لئے مکروہ ہے۔[۱۱]

نکاح چار وجوہ سے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[۱۱] مرآۃ جلد ۵ ص ۲۔

نے فرمایا: ''عورت سے چار وجوہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔

(١) اُس کے مال کے سبب

(٢) اُس کے خاندان کی وجہ سے

(٣) اُس کے حسن و جمال کی بناء پر اور

(٤) اُس کے دین پر۔

(رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا) تم دیندار عورت کو اختیار کرو۔ (آپ ﷺ نے تنبیہہ فرماتے ہوئے اِرشاد فرمایا) گردآلود ہوں تمہارے ہاتھ۔''[١٢]

عام طور پر لوگ عورت کے مال، خاندان اور ظاہری حسن و جمال پر نظر رکھتے ہیں، اِن ہی چیزوں کو دیکھ کر نکاح کرتے ہیں۔ جب لوگ لڑکی یا لڑکے کا رشتہ دیکھنے جاتے ہیں تو بہت کم لوگ ہیں، جو یہ پوچھتے ہیں کہ لڑکا یا لڑکی نماز بھی پڑھتے ہیں یا نہیں۔ دیندار ہیں یا نہیں۔ شعائرِ اسلامی کا احترام بھی کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر دیکھا جاتا ہے تو یہی کہ لڑکا کیا کاروبار کرتا ہے، آمدن کیا ہے، مکان اور دیگر آسائشیں ہیں کہ نہیں؟ لڑکی کی دینداری کی بجائے اُس کی خوبصورتی اور مال و اَسباب پر نِگاہ رکھی جاتی ہے۔ کئی اَیسے بے خوف اور بے رحم لوگ بھی ہیں جو بڑے بڑے مطالبے کرکے لڑکی والوں سے ساز وسامان ''جہیز'' اکٹھا کرتے ہیں۔ یہ تمام چیزیں فانی ہیں۔ دین اور شرافت، لازوال دولت ہے۔ دیندار مائیں دیندار بچے جنم دیتی ہیں۔ ڈاکٹر علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔

بے ادب ماں باادب اولاد جن سکتی نہیں
معدن زر معدن فولاد بن سکتی نہیں

اگر ہم لوگ رسول کریم ﷺ کے فرمانِ مقدس کی عظمت اور نتائج سمجھیں تو پریشانیوں سے نجات پا سکتے ہیں۔ مال ایک جھٹکے میں ختم ہوجاتا ہے جبکہ بیماری

[١٢] مشکوٰۃ ص ٢٦٧، بخاری جلد٢ص ٧٦٢، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد٧ص ٧٩، الترغیب و الترھیب جلد٣ص ٤٥، شرح السنۃ جلد٥ص ٧، مسلم جلد١ص ٤٧٢، دار قطنی جلد٣ص ٣٠٣، قرطبی جلد٢ جز٤ص ٣٧، درمنثور جلد١ص ٦١٦۔

حسن و جمال کا صفایا کردیتی ہے اور بعض اوقات معمولی سی غلطی سے خاندانی وقار خاک میں مل جاتا ہے۔ اِس لئے جس نے رسولِ کریم ﷺ کے مقدس فرمان کو ترجیح دے کر دین کو اہمیت دی اور دیندار بچے، بچی کو پسند کیا تو وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے برکت دیا جائے گا۔

نکاح آدمی کے لئے حفاظتی قلعہ ہے۔ شادی شدہ آدمی اکثر پاک دامن اور نیک ہوتے ہیں۔ اُن کا دل برائی کی طرف مائل نہیں ہوتا۔

خطرے سے آگاہی:

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:۔ ''میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ مضر فتنہ کوئی نہیں دیکھا''۔ ۱۳

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: '' دنیا میٹھی اور ہری بھری ہے اور یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ تمہیں دوسروں کے بعد مالک کرے گا اور (لوگوں میں ظاہر کرنے کے لئے) دیکھے گا تم کیا عمل کرتے ہو؟ لہٰذا تم دنیوی (آلائشوں سے) بچو اور عورتوں کے معاملہ میں محتاط رہو (غفلت اور اختلاط سے بچو) کیونکہ بنی اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں کے متعلق ہوا''۔ ۱۴

نکاح نصف دین ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:۔ ''جب بندہ (مومن) نکاح کرلیتا ہے تو وہ اپنا نصف دین مکمل کرلیتا ہے۔ اِس لئے باقی نصف کے معاملہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرے''۔ ۱۵

---

۱۳ مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۴۶، مشکوٰۃ ص ۲۶۷۔ ۱۴ مشکوٰۃ ص ۲۶۸، الترغیب والترھیب جلد ۳ ص ۴۲، درمنثور جلد ۳ ص ۱۴۹ (طبع جدید)۔ ۱۵ مشکوٰۃ ص ۲۶۷ (متفق علیہ) ترمذی حدیث نمبر ۲۷۸۱۔

جس نے میری سُنّت سے اعراض کیا وہ میرا نہیں:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ تین آدمی (حضرت علی، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے مقدس آستانوں کی طرف آئے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے متعلق پوچھتے تھے، جب اُن کو بتلایا گیا تو اُنہوں نے اپنی عبادت کو کم خیال کیا۔ کہنے لگے کہ ہم کہاں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں؟ ہم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نسبت؟ اُن میں سے ایک صاحب کہنے لگے، میں ساری عمر رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا۔ دوسرے کہنے لگے میں ہمیشہ روزہ دار رہوں گا اور افطار نہیں کروں گا اور تیسرے صاحب نے کہا میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا۔ کبھی نکاح نہ کروں گا۔ اِتنے میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: ''تم وہ لوگ ہو جنہوں نے ایسی ایسی باتیں کیں؟ خبردار سنو! میں تم سب سے زیادہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور تم سے بڑھ کر پرہیز گار ہوں مگر میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں۔ رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں (جو کوئی میرے طریقہ کو پسند نہ کرے) جس نے میری سُنّت سے اِعراض کیا وہ میرا نہیں۔ (میرے تابعداروں میں سے نہیں)''۔ [۱۶]

نیک بیوی بہترین نعمت:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بندۂ مومن کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کے خوف کے بعد نیک بیوی سے بہتر کوئی نعمت نہیں کہ اگر اُس بیوی کو حکم دے تو وہ اُس کی فرمانبرداری کرے اور اگر

---

۱۶ بخاری جلد۲ ص ۷۵۷، عمدۃ القاری جلد۱۰ جز ۲۰ ص ۶۵، فتح الباری جلد۹ ص ۱۲۹، مشکوٰۃ ص ۲۷، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد۷ ص ۷۷، شرح السنۃ جلد۱ ص ۱۷۴، قرطبی جلد۲ جز۴ ص ۲۶۱، جلد۵ جز۹ ص ۳۲۸، مسلم جلد۱ ص ۴۴۹۔

اُسے دیکھے تو خوش ہو۔ اگر اُس پر قسم کھائے تو اس کی قسم پوری کرے اگر (اُس کا شوہر) اُس سے غائب ہو تو اپنی ذات اور خاوند کے مال میں خیر خواہی کرے"۔ ۱۷

دنیا کی بہترین متاع:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دنیا ایک متاع ہے یعنی برتنے کا سامان ہے اور دنیا کا بہترین سامان (بہترین متاع) نیک صالح عورت ہے"۔ ۱۸

دوسری روایت میں جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اچھی عورت وہ ہے جو اپنے شوہر کے مال کی بہترین محافظ ہو"۔ ۱۹

کیسی عورت سے نکاح کرنا چاہیے؟

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے نکاح کرو۔ کیونکہ میں تمہاری (کثرت کی) وجہ سے قیامت کے دن دوسری اُمتوں پر خوشی محسوس کروں گا"۔ ۲۰

دینداری اور اخلاق' بہترین معیارِ نکاح:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تمہیں وہ شخص نکاح کا پیغام دے (یا اُس شخص کے لئے نکاح کا پیغام دیا جائے) جس کی دینداری اور اخلاق، تمہیں پسند ہو، تو نکاح کر دو۔ (لڑکے کے خلق سے مراد تندرستی، عادت کی خوبی اور نان ونفقہ پر قدرت، سب ہی اِس میں

---

۱۷ مشکوٰۃ ص ۲۶۸، ابن ماجہ ص ۱۳۵۔ ۱۸ مشکوٰۃ ص ۲۶۷، مسلم جلد ا ص ۴۷۵، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۹۔ ۱۹ ایضاً۔ ۲۰ مشکوٰۃ ص ۲۶۷، ابن ماجہ ص ۱۳۴، مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۱۷۶، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۲۵۲، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۳، ابو داؤد حدیث نمبر ۲۰۵۰۔

داخل ہیں) اگر یہ نہ کرو گے تو زمین میں فتنے اور لمبے چوڑے فسادات پیدا ہو جائیں گے''۔ ۲۱ یعنی محض مال کی ہوس اور لکھ پتی کے انتظار میں' جوان لڑکی کے نکاح میں دیر نہ کرو۔ اگر مالدار لڑکوں کے انتظار میں لڑکیوں کے نکاح نہ کئے گئے تو بہت سے لڑکے اور لڑکیاں بغیر شادی کے رہ جائیں گے اور بُرائی پھیلے گی۔ خاندان آپس میں لڑیں گے اور کئی جگہ شرافت کے جنازے بھی نکل جائیں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی خصوصی مدد:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین ایسے اشخاص ہیں، جن کی مدد فرمانا، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذمۂ کرم پر ہے:۔

(۱) وہ مکاتب غلام جو (رقم کے) ادا کا ارادہ رکھتا ہو۔

(۲) وہ جو نکاح کرنے کا، پاک دامنی کا ارادہ کرے اور

(۳) اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنے والا نمازی''۔ ۲۲ (هذا حديث حسن)

نکاح، نگاہ نیچی کرنے والا ہے:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے جوانوں کی جماعت تم میں سے جو کوئی نکاح کی طاقت رکھے وہ ضرور نکاح کرے' یہ عصمتوں کا محافظ ہے اور جو (نکاح کی) طاقت نہ رکھے وہ اپنے آپ پر روزے لازم کرے۔ یہ روزے اُس کی حفاظت کریں گے''۔ ۲۳

---

۲۱ مشکوٰۃ ص ۲۶۷، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۹، ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۷۔ ۲۲ مشکوٰۃ ص ۲۵۷، مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۱۷۴ (باختلاف الفاظ) الترغیب والترہیب جلد ۲ ص ۲۸۹، ترمذی جلد ۱ ص ۲۹۵، ابن ماجہ ص ۱۸۴۔ ۲۳ بخاری جلد ۱ ص ۷۵۸، مشکوٰۃ ص ۲۶۷، مسند احمد جلد ۱ ص ۳۸۷، ابن ماجہ ص ۱۳۴، مسلم جلد ۱ ص ۴۴۸۔

برکت والا نکاح:

اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ نکاح جس میں بوجھ کم ہو وہ بڑی برکت والا نکاح ہے'' ۔[۲۴] یعنی جو اِسلامی طریقے پر ہو، جس میں معاشرے کی من گھڑت رَسُومات سے اجتناب کیا گیا ہو، جس سے لڑکی یا لڑکے والوں پر مالی بوجھ نہ پڑتا ہو۔

گناہ باپ پر:

حضرت ابو سعید اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو چاہیے کہ اُس کا اچھا سا نام رکھے اور اچھی تعلیم دے، جب بالغ ہو جائے تو اُس کا نکاح کرے۔ اگر بچے کے بالغ ہونے پر اُس کا نکاح نہ کیا اور اُس نے کوئی گناہ کر لیا تو اُس کا گناہ اُس کے باپ پر ہے'' ۔[۲۵]

ایسے ہی حضرت عمر بن خطاب اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''تورات میں لکھا ہوا ہے کہ جس کی لڑکی بارہ سال کی ہو جائے اور وہ اُس کا نکاح نہ کرے پھر وہ کوئی گناہ کر بیٹھے تو اُس کا گناہ اُس کے باپ پر ہے'' [۲۶]

نکاح کے لئے دنیا داروں کا حسب:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، دنیا داروں کا حسب جس کی طرف وہ دوڑتے ہیں' وہ مال ہے۔[۲۷] (یعنی مالداری اور تونگری کو حسب سمجھتے ہیں حالانکہ حسب اُن عمدہ عادات اور اَخلاق کو کہتے ہیں جو پشت در پشت چلے آتے ہیں اگرچہ روپیہ میسر نہ ہو)۔

---

[۲۴] مسند احمد جلد ۶ ص ۸۲' مشکوٰۃ ص ۲۶۸۔ [۲۵] مشکوٰۃ ص ۲۷۱۔ [۲۶] مشکوٰۃ ص ۲۷۱۔ [۲۷] نسائی جلد ۲ ص ۷۰' مسند احمد جلد ۵ ص ۳۶۱' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۷ ص ۱۳۵' (باختلاف الفاظ)

نکاح کیلئے ہم عمر چاہیے:

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے لئے پیغام دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ابھی وہ چھوٹی ہے"۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پیغام دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح کر دیا۔[۲۸]

شوال المکرّم کے مہینے میں نکاح:

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ساتھ شوال المکرّم کے مہینے میں نکاح فرمایا۔ (اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا لوگوں کے لئے بھی ایسا ہی پسند فرماتی تھیں) اور فرماتی ہیں، زفاف شوال المکرّم میں ہی ہوا (یعنی رخصتی بھی شوال میں اور قربت بھی شوال المکرّم میں۔ آپ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ لوگ اپنی عورتوں سے شوال المکرّم میں خلوت کیا کریں) کیونکہ آپ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کون سی زوجہ مبارکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مشرف اور درجہ والی تھی۔[۲۹]

نوٹ: (اہل عرب شوال المکرّم کے مہینے میں نکاح یا رخصتی کو منحوس جانتے تھے اور کہتے تھے اِس مہینے کا نکاح کامیاب نہیں ہوتا، میاں بیوی کے دل نہیں ملتے۔ آپ رضی اللہ عنہا اِن خیالات کی تردید فرماتی ہیں۔ مقصد یہ کہ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا' میرا نکاح بھی شوال المکرّم میں' رخصتی بھی شوال المکرّم میں اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم بھی سب سے زیادہ مجھ پر)۔[۳۰]

---

[۲۸] نسائی جلد۲ ص ۶۹، مستدرک حاکم جلد۲ ص ۱۶۸، ابن حبان حدیث نمبر ۲۲۲۴، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۶۰۹۵۔ [۲۹] نسائی جلد۲ ص ۷۲، مشکوٰۃ ص ۲۷۱۔ [۳۰] مرآۃ جلد۵ ص ۳۳-۳۴۔

کسی کے پیغام پر پیغام بھیجنے کی ممانعت

حدیث شریف نمبر ۱:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے اِس بات سے منع فرمایا ہے: کہ

''کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرے اور اِس بات سے بھی منع فرمایا ہے کہ اگر کسی مسلمان بھائی نے کسی عورت کے لئے نکاح کا پیغام بھیجا ہو تو دوسرا مسلمان بھی بھائی پیغام دے کہ پہلے کے پیغام کو رد کردیا جائے۔ ہاں البتہ اگر وہ پہلا (خود ہی) پیغام منسوخ کردے یا دوسرے پیغام دینے والے (خواہش مند) کو اجازت دے تو جائز ہے''۔ ۳۱

حدیث شریف نمبر ۲:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''دیکھو مسلمان بھائی کے ساتھ بدگمانی سے بچو۔ بدگمانی جھوٹ ہے اور خواہ مخواہ چھپی ہوئی باتوں کی ٹوہ نہ لگاؤ۔ کوئی آہستہ بات کرے تو اُس کو سننے کیلئے کان نہ لگاؤ اور ایک دوسرے سے دشمنی نہ رکھو بلکہ بھائی بھائی بنے رہو۔ (ایک دوسرے کی بھلائی چاہو) اور کوئی مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے پیغامِ نکاح پر پیغامِ نکاح نہ بھیجے جب تک اُس کا فیصلہ نہ ہو جائے یا تو نکاح کرلے یا پیغام توڑ دے''۔ ۳۲ (اِس کے بعد پیغام دو، تو مضائقہ نہیں)۔

☆☆☆

---

۳۱ بخاری جلد ۲ ص ۷۷۲، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۸۶۔ ۳۲ بخاری جلد ۲ ص ۷۷۲، تیسیر الباری جلد ۵ ص ۶۹۔

اعلانِ نکاح

نکاح کے وقت دف بجانا:

حضرت ربیع بنت معوذ بن عفرا رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، جب میری رخصتی کی گئی تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور (حضرت خالد بن ذکوان رضی اللہ عنہ سے کہا) جیسے تم میرے پاس بیٹھے ہو، (شفقت اور کرم فرماتے ہوئے) حضور کریم ﷺ میرے بستر پر (برکت بخشنے کے لئے) بیٹھ گئے تو ہماری بچیاں دَف بجانے لگیں۔ i اور میرے باپ دادا جو بدر میں شہید ہو گئے تھے اُن کی تعریفیں کرنے لگیں اُن بچیوں میں سے ایک بچی نے یہ شعر کہا، ہم میں وہ نبی کریم ﷺ ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں ii تو حضور کریم ﷺ نے فرمایا "یہ چھوڑ و اور وہی کہو جو پہلے کہتی تھیں"۔ ۱

i دف بجانا شادی اور عید میں درست ہے اور اِس کے جائز ہونے میں احادیثِ صحیحہ وارد ہیں۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ دف بجانے میں بے ڈھنگی آواز ہو، ایسا انداز نہ ہو کہ لوگ ناچنا شروع کر دیں اور نہ ہی اِس دف کی آواز پر غیر محرم عورتیں گاتی ہوں جیسا کہ آج کل ڈھولکی کی آواز پر گھر کی نوجوان لڑکیاں اور بازاری فاحشہ عورتیں بیہودہ گانے گاتی ہیں اور ساز بجاتی ہیں۔ جس کے حرام ہونے میں کسی کو کلام نہیں ہے۔ حضرت قسطلانی علیہ الرحمہ نے کہا ہے ستار، طنبورا اور باجے بجانا حرام ہے جو شراب پینے والے بجاتے ہیں اور قصداً اُن کا سننا بھی حرام ہے۔ ۲

ii لڑکیوں کو رسول کریم ﷺ نے یہ کہنے سے روک دیا کہ ہم میں ایسے نبی کریم ﷺ ہیں جو آنے والے دن کی باتیں جانتے ہیں۔ چونکہ بچیاں دف بجا رہی تھیں، اِس لئے نبی کریم ﷺ نے صفت کمال کا ذکر موزوں نہ جانا اِس لئے

---

۱ مشکوٰۃ ص ۲۷۱، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۴۸، بخاری جلد ۲ ص ۷۷۳، ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۷، ابن ماجہ ص ۱۳۸، ابو داؤد جلد ۲ ص ۳۲۶۔ ۲ تیسیر الباری جلد ۷ ص ۱۷۔

فرمایا: یہ نہ کہو وہی کہو جو اپنے آباء واجداد کے محاسن بیان کر رہی تھیں۔ یہ شعر نہ تو کسی کافر کا ہے کہ کافر کو رسولِ کریم ﷺ کی نعت سے کیا تعلق؟ اور نہ ہی اُن بچیوں کا' کہ بچیاں اشعار بنانا نہیں جانتیں، یقیناً یہ شعر کسی صحابی رضی اللہ عنہ کا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسولِ کریم ﷺ کے علمِ غیب کے معتقد تھے۔

حضور نبی کریم ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ ﷺ سے پوچھا تھا کہ آپ ﷺ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد سب سے پہلے کون سی بیوی رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے پاس پہنچے گی۔تو آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ مجھے علم نہیں بلکہ فرمایا ''جس کے ہاتھ لمبے ہیں یعنی جو بہت سخاوت کرنے والی ہے۔''تو جس صحابی رضی اللہ عنہ نے **فینا نبی یعلم ما فی غدا** یعنی''ہمارے اندر وہ نبی ﷺ ہیں جو کل کی باتیں جانتے ہیں''۔کے مصرعہ والا شعر کہا۔آپ ﷺ نے نہ تو اُس شاعر کو مشرک اور کافر کہا اور نہ ہی شعر کو بُرا کہا۔[۳]

حضرت محمد بن حاطب جمحی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:''حلال اور حرام کا فرق دف اور آواز سے ہوتا ہے''۔[۴] (یعنی حلال کام اعلان سے ہوتا ہے اور حرام کام چوری سے ہوتا ہے۔حلال نکاح اِعلانیہ ہوتے ہیں، مشکوک وحرام چھپ کر کئے جاتے ہیں کہ نہ کسی کو خبر ہو اور نہ ہی کوئی اعتراض کرے۔آواز سے مراد اِعلان کرنے والے کے ذریعے یا گولہ چلا کرتا کہ گولے وغیرہ کی آواز سے سب لوگوں کو خبر ہو جائے کہ یہاں نکاح ہوا ہے)۔

مسجد میں اِعلانیہ نکاح کرنا:

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے،فرماتی ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا:''نکاحوں کا اِعلان کرو اور مسجدوں میں عقد نکاح

[۳] مرآۃ جلد ۵ ص ۳۲۔ [۴] ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۷، مشکوٰۃ ص ۲۷۲، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۱۸، جلد ۴ ص ۲۵۹، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۲۸۹، مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۱۸۴، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۳۹، ابن ماجہ ص ۱۳۸، نسائی جلد ۲ ص ۹۰۔

باندھو اور دف بجاؤ۔۵؎ (فقہا فرماتے ہیں' یہ مستحب ہے کہ نکاح جمعتہ المبارک کے دن ہو' بعد از نمازِ جمعتہ المبارک، تمام نمازیوں کی موجودگی میں ہو' تا کہ نکاح کا اِعلان بھی ہو جائے اور ساتھ ہی جگہ اور وقت کی برکت بھی حاصل ہو جائے۔ چونکہ نکاح ایک عبادت ہے اور عبادت کے لئے عبادت خانہ یعنی مسجد زیادہ موزوں ہے۔٦؎)نکاح کے وقت نکاح کی جگہ دف بجانا بہتر ہے لیکن اگر مسجد میں نکاح ہو تو مسجد کے دروازے پر دف بجائی جائے، مسجدوں کے اندر دف بجانا درست نہیں۔٧؎

پاکیزہ غزل یا حمد و نعت کا پڑھنا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، (اُمّ المومنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) نے اپنی قرابت دار انصاریہ کا نکاح کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کیا تم نے لڑکی کو بھیج دیا؟ عرض کیا ہاں! فرمایا: کیا تو نے اُس کے ساتھ کسی کو بھیجا جو پڑھے؟ عرض کیا' نہیں۔ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصار ایسی قوم ہے جس میں (پاکیزہ) غزل خوانی کا رواج ہے تم اِس کے ساتھ کسی کو بھیجتی جو کہتا "**ا تینا کم ا تینا کم فحیانا و حیا کم**"۔ "ہم آ گئے' ہم آ گئے اور ہم کو بھی اور تم کو بھی ا(للہ تبارک و تعالیٰ) زندگی دے"۔٨؎

نکاح کے موقعہ پر کھیل کود:

حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں قرظہ بن کعب اور ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شادی میں گیا تو وہاں بچیاں (اشعار) پڑھ رہی تھیں میں نے کہا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیو! رضی اللہ عنہم اے بدر والو! تمہارے پاس یہ کام ہو رہا ہے تو اِن دونوں نے کہا اگر آپ چاہیں تو بیٹھ جائیں اور ہمارے ساتھ بیٹھ کر سنیں اور اگر آپ چاہیں تو چلے جائیں ہمیں شادی کے موقع پر

۵؎ ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۲۹۰، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۳۹، مشکوٰۃ ص ۲۷۲۔ ٦؎ مرآۃ جلد ۵ ص ۳۹۔ ٧؎ مرآۃ جلد ۵ ص ۳۹۔ ٨؎ مشکوٰۃ ص ۲۷۲، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۲۸۹' ابن ماجہ ص ۱۳۸، مشکل الآثار جلد ۴ ص ۲۹۷۔

کھیل کود کی رخصت دی گئی ہے"۔۹ (یہ چھوٹی بچیاں تھیں جو اشعار پڑھتی تھیں)

نکاح کی مبارک باد دینے کا طریقہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دُولہا کو مبارک باد دیتے تو یوں فرماتے:۔

بارک اللہ لکم و بارک علیکم و جمع بینکم فی خیر۔۱۰

"اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہیں برکت عطا فرمائے اور تم پر برکت ڈالے اور تمہارے درمیان خیریت واتفاق رکھے"۔

ترمذی شریف میں الفاظ یہ ہیں:۔ **بارک اللہ لک و بارک علیک و جمع بینکما فی خیر۱۱** "اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہیں برکت عطا فرمائے اور تم پر برکت ڈالے اور تم دونوں کو خیر وخوبی کے ساتھ اتفاق عطا فرمائے"۔

۲۔ حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے نکاح کیا، جو بنی جشم قبیلے سے تعلق رکھتی تھی۔ لوگوں نے پرانے دستور کے مطابق کہا "بیوی میں اتفاق ہو اور بیٹے پیدا ہوں" تو حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کہو بلکہ اِس طرح کہو جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے:۔

اللھم بارک لھم و بارک علیھم ۱۲

"اے اللہ (تبارک وتعالیٰ) برکت عطا فرما اِن کو اور اُن پر برکت ڈال"۔

نکاح کیلئے نماز پڑھنا اور استخارہ کرنا:

(ا) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوئی تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو

---

۹ نسائی جلد ۲ ص ۹۲' مشکوٰۃ ص ۲۷۳۔ ۱۰ ابن ماجہ ص ۱۳۸، مسند احمد جلد ا ص ۲۰۱' جلد ۳ ص ۳۷۳' نسائی جلد ۲ ص ۹۰۔ ۱۱ ترمذی جلد ا ص ۲۰۷، ابو داؤد جلد ا ص ۲۹۷، داری جلد ص ۱۳۴' السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۷ ص ۱۴۸' مستدرک حاکم جلد ۲ ص ۱۸۳' مسند احمد جلد ۲ ص ۳۸۱۔
۱۲ ابن ماجہ ص ۱۳۸۔

رسولِ کریم ﷺ نے نکاح کا پیغام دے کر بھیجا۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا سے کہا: اے زینب (رضی اللہ عنہا) تجھے مبارک ہو، تیری طرف رسولِ کریم ﷺ کی جانب سے نکاح کا پیغام آیا ہے۔ تو حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا کہنے لگی میں ابھی کچھ نہ بولوں گی۔ یہاں تک کہ رب (کریم) سے حکم لے لوں۔ پھر وہ نماز پڑھنے کے لئے جائے نماز پر کھڑی ہوئیں، اُدھر اللہ جل جلالہ نے رسولِ کریم ﷺ پر قرآنِ مجید نازل فرما دیا۔ کہ "اے محبوب (صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے آپ ﷺ کا نکاح حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا) سے کردیا ہے"۔ ۱۳

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم ﷺ کی تمام بیویوں پر فخر کرتی تھیں کہ میرا نکاح رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ اللہ عزوجل نے آسمانوں پر کیا۔ ۱۴

استخارہ کیسے کیا جاتا ہے؟

(۲) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ ہمیں ہر کام کے لئے استخارہ سکھایا کرتے تھے۔ جیسے قرآنِ مجید کی سورت سکھایا کرتے یعنی "جس اہتمام کے ساتھ قرآنِ مجید سکھایا کرتے تھے، ویسے ہی استخارہ سکھانے کا اہتمام فرماتے تھے" اور یوں فرمایا کرتے تھے جب تمہیں کام آپڑے تو اِس طرح استخارہ کرنا۔ اول دو رکعت نفل ادا کئے جائیں۔ پھر درج ذیل انداز میں دُعا کی جائے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِیْ وَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَ آجِلِهٖ

۱۳ نسائی جلد۲ ص ۷۵، شرح السنۃ جلد۵ ص ۱۶، مسلم جلد ا ص ۴۶۰ ۔ ۱۴ نسائی جلد۲ ص ۷۵۔

فَاقْدُرْهُ لِی وَیَسِّرْهُ لِی ثُمَّ بَارِکْ لِی فِیهِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّی فِی دِینِی وَمَعَاشِی وَ عَاقِبَةِ اَمْرِی وَعَاجِلِ اَمْرِی وَآجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّی وَاصْرِفْنِی عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِی بِهٖ قَالَ وَیُسَمِّی حَاجَتَهٗ ۱۵؎ پھر جو حاجت ہو اُس کا ذکر کرے۔ مثلاً یوں کہے: اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ هٰذَا النِّکَاحُ اَوْ هٰذِهِ التِّجَارَةُ اَوْ هٰذَا الْاَمْرُ خَیْرٌ لِّی غرض جو کام پیش آئے اس کا نام لیا جائے۔ (اگر عربی میں دُعا نہ آتی ہو تو اردو میں اپنا مقصد و مدعا بیان کر سکتے ہیں۔)

"اے میرے اللہ (تبارک وتعالیٰ) میں تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں۔ تجھ سے تیرے علم کے ساتھ اور تیری قدرت کے ساتھ مدد چاہتا ہوں اور تیرا بہت بڑا فضل وکرم چاہتا ہوں۔ تو زبردست ہے میں عاجز اور بے سکت ہوں تو (بے حد و حساب لامحدود) جانتا ہے اور میں نہیں جانتا، اور تو چھپی باتوں کا جاننے والا ہے۔ اے میرے اللہ (جل جلالک) تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، میرے معیشت، میری عاقبت کے لئے بہتر ہوگا۔ اے میرے اللہ (جل جلالک) اِس کام کو میرے قبضے میں کر اور اِس کام کو میرے لئے آسان فرما' اِس کام کو میرے لئے باعث برکت بنا اور تو جانتا ہے اگر یہ کام میرے لئے بُرا اور باعث نقصان ہے اور میرے دین و دنیا کے حق میں برا ہے تو اِس کو مجھ سے ہٹا اور مجھے اِس کام سے ہٹا اور صبر عنایت فرما اور میرا بھلا فرما اور اِس کے ساتھ میرا دِل شادمان کردے اور (پھر دُعا میں) اپنی حاجت کا نام بھی لے"۔

گھریلو حالات کی وجہ سے بیوہ سے نکاح کرنا:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' میں نے ایک خاتون سے نکاح کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا۔

۱۵؎ نسائی جلد ۲ ص ۷۵، مسند احمد جلد ۳ ص ۳۴۴، مجمع الزوائد جلد ۲ ص ۲۸۰، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۱ ص ۱۵۱، جلد ۳ ص ۵۲، جلد ۵ ص ۲۵۰۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے جابر (رضی اللہ عنہ) کیا تو نے نکاح کیا ہے؟ میں نے عرض کیا' جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا' باکرہ سے یا بیوہ سے؟ میں نے عرض کیا بیوہ سے۔فرمایا تو نے باکرہ لڑکی سے نکاح کیوں نہ کیا وہ تجھ سے کھیلتی تو اُس سے کھیلتا (فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میرے والدِ گرامی (حضرت) عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کا انتقال ہوا تو وہ سات یا نو بیٹیاں (سوگوار) چھوڑ گئے تو میں ایک ایسی عورت کو بیاہ لایا کہ جو اُن کی خدمت، نگہداشت اور پرورش کرے (لڑکیوں کو جو بیوہ عورت پال سکتی ہے' باکرہ لڑکی سے کیسے ہو سکتا تھا؟) فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے میرے لئے دُعا فرمائی''۔[16]

ابنِ ماجہ میں ہے' حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میری بہنیں ہیں' تو میں ڈرا کہ کہیں کنواری عورت آکر میرے اور میری بہنوں کے درمیان لڑائی نہ کرا دے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ایسی بات ہے تو پھر (صحیح ہے) خیر ہے''۔[17]

نکاح کے لئے اجازت لینا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''بیوہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اُس سے اجازت نہ لی جائے۔(اِسی طرح) باکرہ کا بھی نکاح نہ کیا جائے جب تک اُس سے اجازت نہ لی جائے۔باکرہ (کنواری بچی) کا اِذن دینا یہی ہے کہ جب اُس سے پوچھا جائے تو وہ خاموش رہے''۔[18]

(۲) حضرت عدی کندی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، فرماتے ہیں، رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا:

---

[16] ترمذی جلد۱ ص ۲۰۸، نسائی جلد۲ ص ۶۹ مختصراً۔ [17] ابن ماجہ ص ۱۳۵۔[18] ترمذی جلد۱ ص ۲۱۰، دار قطنی جلد۳ ص ۲۳۸، نصب الرایہ جلد۳ ص ۱۹۳، ابن ماجہ ص ۱۳۶، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۷ ص ۱۲۲۔۵۱۹۔

''بیوہ عورت خود اپنی رضا مندی ظاہر کرے اور کنواری کی رضا مندی اُس کا چپ رہنا ہے''۔ ۱۹

پیغام بھیجنے والے کا حال پوچھنا:

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو حضرت ابوعمرو بن حوص رضی اللہ عنہ نے طلاق دے دی اور اُس کو بالکل بے تعلق کردیا۔ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا حال بیان کیا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تیری عدت پوری ہو جائے، پھر مجھ سے (نکاح کی) اجازت لینا

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب عدت پوری ہوگئی اور کسی دوسرے شخص سے میرا نکاح کر لینا جائز ہوا، تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ (حضرت) معاویہ (رضی اللہ عنہ) اور (حضرت) ابوجہم (رضی اللہ عنہ) نے پیغام (نکاح) بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوجہم کے ہاتھ میں تو ہر وقت کوڑا رہتا ہے (یعنی بیوی کو مارتا ہے' سخت گیر ہے) اور معاویہ مفلس ہے۔ اِس کے پاس ایک دمڑی نہیں، اِس لئے تو اُسامہ (رضی اللہ عنہ) سے نکاح کرلے۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، میں نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے گھن محسوس کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: اُسامہ (رضی اللہ عنہ) سے نکاح کرلے فرماتی ہیں' پھر میرا نکاح حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے ہوگیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِس نکاح میں برکت اور بھلائی عطا فرمائی اور پھر لوگوں نے مجھ پر رشک کیا۔ ۲۰

عقیم سے نکاح کی کراہت:

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک شخص رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا ایک عورت صاحبِ حسب اور

۱۹ ابن ماجہ ص ۱۳۶۔ ۲۰ نسائی جلد ۲ ص ۷۳، دارمی جلد ۲ ص ۱۳۵ مسند احمد جلد ۶ ص ۴۱۲۔

مرتبہ والی ہے لیکن اُس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی' کیا میں اُس سے نکاح کرلوں؟ آپ ﷺ نے اُسے منع فرمایا۔ پھر دوسری مرتبہ آیا' آپ ﷺ نے پھر منع فرمایا وہ تیسری مرتبہ آیا' آپ ﷺ نے اُسے منع (بھی) فرمایا اور (ساتھ یہ بھی) فرمایا: ایسی عورت سے نکاح کرو جس کو اولاد ہو اور (تجھ سے) محبت کرنے والی ہو۔ کیونکہ میں تم سے اُمّت کو بڑھاؤں گا۔[21] (یعنی قیامت کے روز تمہاری کثرت سے اُمّت کی کثرت ہوگی)

اگر نکاح کے لئے حالات پوچھے جائیں:

اگر کسی لڑکے یا لڑکی کے بارے میں حالات سے آگاہی کا ارادہ ہو تو جس کسی جاننے والے سے معلومات حاصل کی جائیں تو اُسے صحیح صحیح معلومات فراہم کرنی چاہئیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، انصار کا ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ میں (انصار کی کسی) عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو نے اُس عورت کو (بے قصد) دیکھ لیا ہے، کیونکہ انصار کی عورتوں کی آنکھوں میں کچھ نقص ہوتا ہے۔''[22]

غیرت مند عورت سے نکاح:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، لوگوں نے رسول کریم ﷺ سے عرض کیا، کیا ہم انصار کی عورتوں سے نکاح کرلیا کریں؟ فرمایا ''انصار کی عورتوں میں غیرت بہت ہے۔''[23] (غیرت مند اور باحیاء ہونا یہ عورت اور مرد دونوں کا حُسن اور زیور ہے۔ وہ لوگ خوش نصیب ہوتے ہیں جو خود

---

[21] نسائی جلد۲ص ۷۰، الترغیب والترہیب جلد۳ص ۴۶، ابن حبان حدیث نمبر ۱۲۲۹، شرح السنۃ جلد۵ص ۱۳۔ [22] نسائی جلد۲ص ۷۳۔ [23] نسائی جلد۱ص ۷۱۔

بھی غیرت منداور باحیا ہوں اوراُن کی بیویاں بھی)۔

دُلہن کو آراستہ کرنا:

اُمّ المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں:-

"رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا' اُس وقت میری عمر چھ برس تھی۔ پھر ہم مدینہ منورہ آئے، تو بنی حارث بن خزرج کے محلّہ میں اُترے۔ مجھے بخار ہوگیا اِس بخار سے میرے (کافی) بال جھڑ گئے۔ یہاں تک کہ ایک چھوٹا سا گچھا مونڈھوں تک ہوگیا۔ میری والدہ اُمّ رومان رضی اللہ عنہا میرے پاس آئیں' مجھے معلوم نہیں تھا وہ کیا چاہتی ہیں؟ اُنھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مکان کے دروازے پر کھڑا کردیا۔ اُس وقت میرا سانس پھولا ہوا تھا۔ (کچھ دیر بعد) میرا سانس ٹھہرا۔ میری والدہ نے کچھ پانی لیا اور میرا منہ دھویا اور سر پونچھا پھر گھر کے اندر چلی گئیں۔ وہاں ایک کمرے میں انصار کی عورتیں تھیں اُنھوں نے کہا بہتری اور برکت سے آئی ہو اور اچھی قسمت کے ساتھ۔ میری والدہ نے مجھے اُن عورتوں کے حوالے کردیا۔ اُنھوں نے میرا سنگار کیا اور آراستہ کر کے دلہن بنایا۔

پھر دن چڑھے' رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میں سوائے اُن کے کسی سے نہ ڈری۔ اُن عورتوں نے مجھے آپ ﷺ کے سپرد کردیا۔ اُس وقت میری عمر ۹ سال تھی"۔ [۲۴]

---

[۲۴] ابن ماجہ ص ۱۳۶۔

صَداق

(یعنی حق مَہر)

صَداق ''ص'' پر زبر ہے اور زیر سے بھی اور یہ صدق سے بنا ہے۔ بمعنی سچائی، معلوم کرنے کا ذریعہ۔ حق مَہر کو صداق اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے مرد کی سچائی معلوم ہوتی ہے۔ نیز صدقات جمع ہے صدقہ کی، جس کے معنی ''مَہر'' اور صدقات جمع ہے صَدقہ کی جس کے معنی ہیں ''خیرات''۔

حق مَہر کی اقسام:

(۱) معجّل
(۲) مُؤجَّل (غیر معجّل)
(۳) مطلق

معجّل:

یہ ہے کہ بیوی کے ساتھ خلوت سے پہلے حق مَہر دینا قرار پاتا ہے۔ مَہر معجّل وصول کرنے کے لئے عورت اپنے شوہر کو خلوت سے روک سکتی ہے۔ یعنی عورت کو یہ اختیار ہے کہ وہ وطی یا مقدمات وطی سے باز رکھے۔ خواہ کل معجّل ہو یا بعض اور شوہر کو حلال نہیں کہ عورت کو مجبور کرے۔ [۱] اگرچہ اُس سے پیشتر عورت کی رضا مندی سے وطی یا خلوت ہو چکی ہو۔ یعنی یہ حق عورت کو ہمیشہ حاصل ہے تاوقت کہ وصول نہ کرلے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو سفر پر لے جانا چاہتا ہے تو عورت مَہر معجّل وصول کرنے کے لئے سفر پر جانے سے انکار کرسکتی ہے۔ [۲]

---

[۱] بہار شریعت جلد ۷ ص ۵۳ چھاپہ قدیم شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور۔ [۲] ایضاً۔

مُؤَجَّل:

جس کے لئے کوئی معیاد مقرر ہو۔ عام طور پر ہمارے معاشرے میں موت اور طلاق' معیاد رکھی اور سمجھی جاتی ہے کہ جب تک شوہر فوت نہ ہو یا عورت کو طلاق نہ ہو' وصول نہیں کرسکتی۔ پاکستان میں ''مُؤَجَّل مَہر'' اِسے ہی سمجھا جاتا ہے۔

مطلق:

وہ ہے جو نہ معجّل ہو اور نہ مُؤَجَّل ۔ اِس میں سے خلوت سے پہلے کچھ لیا بھی جاسکتا ہے اور نہیں بھی لیا جاسکتا۔

اِس طرح بھی ہوسکتا ہے۔

(۱) کچھ معجّل، کچھ مُؤَجَّل (غیر معجّل) کچھ مطلق۔

(۲) کچھ معجّل، کچھ مطلق۔

(۳) کچھ مُؤَجَّل، کچھ مطلق۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص اپنے اہل وعیال کے ساتھ غیر ملک میں جانا چاہتا ہے اور اپنے ساتھ اُس بیٹی کو بھی لے جانا چاہتا ہے جو شادی شدہ ہے اور شوہر نے مَہر معجّل ادا نہیں کیا، تو لے جاسکتا ہے اور اگر مَہر معجّل ادا کردیا ہے، تو شوہر کی اجازت کے بغیر نہیں لے جاسکتا۔[۳]

مسئلہ: شوہر ادا شدہ مَہر معجّل واپس نہیں لے سکتا۔[۴]

مسئلہ: اگر مَہر غیر معجّل تھا (جس کی معیاد موت یا طلاق تھی) یا مطلق تھا اور طلاق یا موت واقع ہوگئی تو اَب یہ بھی معجّل ہوجائے گا یعنی عورت فوری مطالبہ کرسکتی ہے[۵]

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا حق مَہر:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۳۔ بہارِ شریعت جلد ۷ ص ۵۴۔ ۴۔ ایضاً۔ ۵۔ بہار شریعت جلد ۷ ص ۵۵۔

نے (اُمّ المومنین حضرت سیّدہ) عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے گھر کے سامان پر نکاح فرمایا جس کی قیمت پچاس درہم تھی۔ ۶

مقام غور ہے جب تمام عورتوں کی سردار ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، جو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے امام، دین و دنیا کے شہنشاہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زوجہ مطہرہ ہیں' اُن کا اِتنا حق مہر رہا ہو کہ آج اگر لوگ جتنا بھی رکھیں اُن کے برابر نہیں ہوسکتا۔

رسولِ کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا مَہر:

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں نے (حضرت سیّدہ) عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے پوچھا، نبی کریم ﷺ کا حق مَہر کتنا ہوتا تھا؟ اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، آپ (ﷺ) کی بیویوں کے متعلق آپ (ﷺ) کا حق مہر بارہ اوقیہ اور نش تھا۔ آپ نے فرمایا، تم جانتے ہو نش کیا ہے؟ (حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے کہا نہیں۔ فرمایا: نصف اَوقیہ اور اَوقیہ پانچ سو (درہم) ہوئے۔ ۷ (یعنی ساڑھے بارہ اَوقیہ مَہر تھا، ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے کل پانچ سو درہم)

دس اَوقیہ حق مَہر:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب رسولِ کریم ﷺ کا (ظاہرہ) زمانۂ (حیات) مبارک تھا تو حق مَہر دس اوقیہ یعنی سوا چار سو درہم ہوتا تھا۔ ۸

رسولِ کریم ﷺ کا اعجاز:

حضرت مکحول رضی اللہ عنہ سے بھی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی طرح منقول

---

۶ ابن ماجہ ص ۱۳۷۔ ۷ ابن ماجہ ص ۱۳۷، نسائی جلد ۲ ص ۸۶، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۹۴، مشکوٰۃ ص ۲۷۷، مسلم جلد ۱ ص ۴۵۸۔ ۸ نسائی جلد ۲ ص ۸۶۔

روایت ہے، فرماتے ہیں، حضرت مکحول رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ نکاح بلامہر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے، کسی کے لئے جائز نہیں۔ ۹

حضرت اماں حوا رضی اللہ عنہا کا حق مہر:

ابن الجوزی نے اپنی کتاب ''سلوۃ الاحزان'' میں ذکر کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے جب حضرت حوا علیہا السلام سے قربت کرنا چاہی تو اُنہوں نے مہر طلب کیا، حضرت آدم علیہ السلام نے دُعا کی ''اے رَب میں ان کو (مہر میں) کیا چیز دوں؟'' ارشاد ہوا۔ ''اے آدم (علیہ السلام) میرے حبیب حضرت محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بیس دفعہ دُرود بھیجو۔ چنانچہ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔'' (نشر الطیب صفحہ ۱۴ چھاپہ تاج کمپنی لاہور)

یہ واقعہ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب نے ''زاد السعید'' میں بھی نقل کیا ہے۔ مولوی محمد زکریا دیوبندی صاحب نے اپنی کتاب ''فضائل درود شریف'' میں اِس واقعہ کو ''زادالسعید'' کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ''مدارج النبوت'' میں بھی نقل کیا ہے۔ ۱۰

قرآنِ مجید کی سورتیں بطور حق مہر:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ایک عورت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی ' یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے اپنی جان آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہبہ کی، پھر کافی دیر تک کھڑی رہی۔ (بخاری شریف میں ہے اُس عورت نے تین مرتبہ اپنی بات کو بیان کیا) (مگر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کوئی جواب نہ دیا بالآخر) ایک آدمی اُٹھا اور عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس کی ضرورت نہیں تو اِس کا نکاح میرے ساتھ کردیجئے۔ (رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: کیا تیرے پاس

۹ ابوداؤد جلد ا ص ۲۹۵ ۔ ۱۰ نشر الطیب، مدارج النبوت، زاد السعید، فضائل دُرود شریف۔

کوئی چیز ہے' جو حق مہر کے طور پر اِس کو دے سکے؟ عرض کیا' میرے پاس سوائے اِس تہبند کے اور کچھ نہیں۔ (آپ ﷺ نے) فرمایا: تلاش کرلو ہوسکتا ہے' تیرے پاس کوئی لوہے کی اُنگوٹھی ہو۔ اُس نے (گھر جا کر) ڈھونڈا۔ مگر کچھ نہ ملا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تیرے پاس قرآنِ (مجید) میں سے کچھ ہے؟ (یعنی قرآنِ مجید کی کچھ سورتیں یاد ہیں) عرض کیا' جی ہاں! فلاں فلاں سورت مجھے یاد ہے۔ فرمایا: میں نے تمہارا اِس کے ساتھ نکاح کردیا اِس قرآنِ مجید کی وجہ سے جو تجھے یاد ہے۔ ایک روایت میں ہے' جاؤ میں نے تمہارا نکاح اِس سے کردیا۔ لہٰذا اِسے قرآن (مجید) سکھاؤ۔ [۱۱] (جس وقت ایسا فرمایا گیا اُس وقت لوہے کی انگوٹھی پہننا جائز تھا پھر ممنوع قرار دیا گیا اور اُس کا حکم منسوخ ہوگیا اور اُسے دوزخیوں کا زیور کہا گیا یا یہاں لوہے کی اُنگوٹھی سے مراد کوئی معمولی اور کم قیمت چیز ہے نہ کہ خاص لوہے کی انگوٹھی۔)

گٹھلی کے وزن کے برابر سونا بطور حق مہر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک عورت سے گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے' مہر کے عوض نکاح کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اُن پر شادی کی خوشی کے آثار دیکھے تو اُن سے پوچھا' (حضرت) عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا' میں نے ایک عورت سے سونے کی گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے، مہر کے عوض نکاح کیا ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) نے گٹھلی کے وزن کے برابر سونے کے مہر کے عوض نکاح کیا۔ [۱۲]

اِس حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ حق مہر کی مقدار مقرر نہیں ہے۔

---

[۱۱] مشکوٰۃ ص ۲۷۷، بخاری جلد۲ ص ۷۷۴، ابن ماجہ ص ۱۳۷، نسائی جلد۲ ص ۸۵، ابوداؤد جلد۱ ص ۲۹۴، ترمذی جلد۱ ص ۲۱۱، دار قطنی جلد۳ ص ۲۴۷، مسلم جلد۱ ص ۴۵۷، موطا امام مالک ص ۴۴۸۔ [۱۲] نسائی جلد۲ ص ۸۷، ابوداؤد جلد۱ ص ۲۹۴، مسلم جلد۱ ص ۴۵۸۔

زوجین جس پر راضی ہو جائیں وہ مَہر متصور ہوسکتا ہے، گٹھلی کا وزن پانچ درہم تھا۔

دُولہا کی طرف سے کسی اور کا حق مَہر ادا کرنا:

حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ وہ عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں۔ وہ ملک حبشہ میں فوت ہوگیا۔ تو اُن کا نکاح (حضرت شاہ نجاشی (رضی اللہ عنہ) نے نبی کریم ﷺ سے کر دیا اور رسول کریم ﷺ کی طرف سے چار ہزار حق مَہر دیا اور ایک روایت میں چار ہزار درہم حق مہر دیا اور انہیں شرحبیل بن حسنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اَقدس میں بھیج دیا۔[۱۳]

نوٹ: رسولِ کریم ﷺ حجاز مقدس میں تھے اور حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا حبشہ میں تھیں۔ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا پہلے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ یہ عبداللہ پہلے تو مسلمان ہوا اور حبشہ کو ہجرت کر گیا مگر وہاں جا کر عیسائی ہوگیا اور عیسائیت پر مرا۔ حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا اِسلام پر قائم رہیں۔ شاہ نجاشی نے حضرت اُمِ حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مجمع کے سامنے اُن سے اجازت لے کر اُن کا نکاح، حضورانور ﷺ سے کر دیا اور نکاح کی اطلاع رسولِ کریم ﷺ کو بھیج دی۔ رسول کریم ﷺ نے یہ نکاح مجمع میں قبول فرما لیا۔ اِسے غائبانہ نکاح کہتے ہیں اور یہ اَب بھی جائز ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل نکاح بنا کر حبشہ بھیج دیا تھا۔ اِس صورت میں شاہ نجاشی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے وکیل ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا استحبابی حکم:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ خبردار عورتوں کے حق مَہر میں زیادتی نہ کرو۔ اگر یہ دنیا میں عزت اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک پرہیزگاری ہوتا، تو تم میں سب سے زیادہ اس کے مستحق نبی کریم ﷺ ہوتے۔

---

[۱۳] نسائی جلد۲ ص ۸۷، ابوداؤد جلد۱ ص ۲۹۴، مشکوٰۃ ص ۲۷۷، دارقطنی جلد۳ ص ۲۴۶۔

مجھے معلوم نہیں کہ آپ ﷺ نے کسی خاتون سے نکاح کیا ہو یا اپنی بیٹی کا نکاح کیا ہو اور اِس میں بارہ اَوقیہ سے زیادہ حق مَہر رکھا ہو۔۱۴؎ نسائی اور ابن ماجہ میں اِتنا زیادہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کا مَہر بھاری کرتا ہے یہاں تک کہ اپنے دل میں اِس کی دشمنی پیدا کر لیتا ہے۔ وہ کہتا ہے' میں نے تیرے لئے تکلیف اُٹھائی۔ یہاں تک کہ مشک کی رسی بھی اٹھائی یا مجھے پسینہ آیا مشک کے پانی کی طرح۔۱۵؎ اِس میں روئے سخن اُن لوگوں سے ہے جو زیادتی مَہر کو اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں۔ بعض لاکھ' دو لاکھ حق مَہر لکھ دیتے ہیں۔ حالانکہ دُولہا کی حیثیت دو، چار، پانچ، دس ہزار کی بھی نہیں ہوتی۔

رسولِ کریم ﷺ دنیا میں بڑی عزتوں کے مالک ہیں، اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک دنیا میں کوئی اُن کی شان جیسا نہیں ہے۔ ربِّ کائنات نے ہر عزّت، وقار، عظمت، بلندی نبی کریم ﷺ پر ختم فرما دی ہے۔ اگر زیادتی حق مَہر بھی عزّت ہوتی تو رب تعالیٰ یہ بھی اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرماتا۔

لپ بھر ستو یا چھوہارے:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو اپنی بیوی کے حق مَہر میں لپ بھر ستو یا چھوہارے دے دے تو اُس نے اُسے حلال کر لیا۔''۱۶؎

جوتوں کا جوڑا حق مہر:

حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، بنی فزارہ کی ایک عورت نے دو جوتوں پر (یعنی جوتوں کی جوڑی کو حق مَہر ٹھہرا کر) نکاح کیا۔ تو اُس سے رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم جوتوں کے جوڑے کے عوض اپنے نفس اور مال سے راضی ہو گئی اُس نے عرض کیا' جی ہاں! تو (رسول کریم ﷺ

۱۴؎ مشکوٰۃ ص ۲۷۷، نسائی جلد ۲ ص ۸۶ ابو داؤد جلد ۱ ص ۲۹۴، ترمذی جلد ۱ ص ۲۱۱۔ ۱۵؎ ابن ماجہ ص ۱۳۷، نسائی جلد ۲ ص ۸۶۔ ۱۶؎ مشکوٰۃ ص ۲۷۷، ابو داؤد جلد ۱ ص ۲۹۴۔

نے یہ نکاح) جائز قرار دے دیا"۔ ۱۷

حق مہر کی کثرت وقلت:

حضرت علامہ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ نے ذکر کیا ہے کہ حق مہر کثیر اور قلیل ہونے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کثیر کی کوئی حد نہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے اور "اُن میں سے کسی کو تم نے کثیر مال دیا" اور حضرت عبدالرزاق رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے استاد حضرت ابوعبدالرحمن سلمی علیہ الرحمہ سے ذکر کیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عورتوں کو مہر زیادہ نہ دو تو ایک عورت نے کہا اے عمر! یہ تمہارے بس کی بات نہیں جبکہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: **و اتیتم احدھن قنطارا** "اور تم نے عورتوں میں سے کسی کو کثیر مال دیا"۔

احناف کے نزدیک کم از کم مہر دس درہم ہے۔ اِس سے کم جائز نہیں اِس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **لا مھر دون عشرۃ دراھم** "کہ دس درہموں سے کم مہر یا صداق نہیں"۔ ۱۸

مہرِ مثل:

حضرت علقمہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ اُن سے ایک شخص کے بارے پوچھا گیا جس نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اُس کیلئے کچھ مقرر نہ کیا اور نہ ہی اُس سے صحبت کی، یہاں تک وہ فوت ہوگیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اِس عورت کے لئے اپنے جیسی عورتوں کا حق مہر ہے جس میں نہ کمی ہو نہ زیادتی اور اِس عورت پر عدت بھی ہے اور اِس کیلئے میراث بھی ہے تو حضرت معقل بن سنان اشجعی (رضی اللہ عنہ) اُٹھے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے قبیلے کی ایک عورت بروع بنت واشق کے متعلق ایسا ہی

۱۷ ابن ماجہ ص ۱۳۷، ترمذی جلد ۱ ص ۲۱۱، مشکوٰۃ ص ۲۷۷، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۹۲۔ ۱۸ دار قطنی جلد ۳ ص ۲۴۵، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۷ ص ۱۳۳۔ ۲۴۰، نصب الرایہ جلد ۳ ص ۱۹۹۔ ۱۹۶۔

فیصلہ کیا تھا تو (حضرت) عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) اِس سے بہت خوش ہوئے۔ ۱۹
نوٹ: محولہ بالا واقعہ کی صورت میں اگر ایسی عورت کوخلوت سے پہلے طلاق ہوجائے تو اُس پر عدت ہے نہ مَہر' بلکہ کپڑوں کا ایک جوڑا ملے گا۔طلاق کی عدت خلوت سے واجب ہوتی ہے۔ اِس لئے شوہر کی وفات کی صورت میں عدت بھی ہے اور میراث بھی۔ (مرآۃ جلد ۵ ص ۷۰)

حق مَہر میں انصاف اور عدل:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (اُمّ المومنین حضرت) سیّدہ عائشہ (صدیقہ رضی اللہ عنہا) سے اِس آیت مبارکہ کی تفسیر پوچھی۔ **وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ....** (النسآء:۳)،یعنی اگر تم ڈرو کہ یتیم بچیوں کے حق میں انصاف نہ کر پاؤ گے تو اُن عورتوں سے نکاح کرو جو تمہیں خوش آئیں''۔(خوش لگیں) تو اُمّ المومنین حضرت بی بی سیّدہ عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) نے فرمایا، اے میری بہن کے بیٹے' اِس آیت مبارکہ میں اُن یتیم لڑکیوں کا بیان ہے جو اپنے والیوں کے پاس پرورش پاتی ہیں اور اُن کے پاس مال دیکھ کر یوں چاہا کہ چلو اُنہیں اپنے نکاح میں لے لیں۔ اِتنے مَہر سے جتنا اُن کو غیر آدمی بھی مقرر کرسکتا ہے۔یعنی اگر آپ اُس سے نکاح نہ کریں اور دوسروں سے اُن کا نکاح کریں تو دوسرا (شخص) مَہر زیادہ دے گا لیکن والی یہ چاہتے ہیں کہ نا انصافی کر کے تھوڑے حق مَہر پر اُن سے نکاح کرلیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ جل جلالہ کی طرف سے اُن کے ساتھ کم مَہر پر نکاح کرنے کی مخالفت آئی ہے اور حکم ہوا اگر تم اُن سے نکاح کرنا چاہتے ہو تو اُن کے معاملے میں انصاف کرو اور اعلیٰ درجے کا مَہر مقرر کرو۔ اگر نہیں تو پھر اُن سے شادی کرو جس سے تمہارا جی چاہے۔ اِس واقعہ کے بعد لوگوں نے رسولِ کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا' تو پھر اللہ عزوجلّ نے یہ آیتِ مبارکہ اتاری **وَ یَسْتَفْتُوْنَکَ**

۱۹ ابن ماجہ ص ۱۳۷، نسائی جلد ۲ ص ۸۸، ابوداؤد جلد ۱ ص ۲۹۵، مشکوٰۃ ص ۲۷۷۔

فِی النِّسَآءِ ط قُلِ اللّٰہُ یُفۡتِیۡکُمۡ فِیۡھِنَّ لا وَمَا یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ فِی الۡکِتٰبِ فِیۡ یَتٰمَی النِّسَآءِ الّٰتِیۡ لَا تُؤۡتُوۡنَھُنَّ مَا کُتِبَ لَھُنَّ وَ تَرۡغَبُوۡنَ اَنۡ تَنۡکِحُوۡھُنَّ.... (النسآء:۱۲۷) یعنی ''اور آپ ﷺ سے عورتوں کے بارے میں پوچھتے ہیں تو آپ ﷺ فرما دیجئے اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہیں فتویٰ دیتا ہے اور وہ جو تم پر قرآنِ مجید پڑھا جاتا ہے اُن یتیم لڑکیوں کے بارے میں کہ تم انہیں نہیں دیتے جو اُن کا حق مقرر ہے اور اُنہیں نکاح میں بھی لانے سے منہ پھیرتے ہو۔''

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اِس پچھلی آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: وَمَا یُتۡلٰی عَلَیۡکُمۡ فِی الۡکِتٰبِ جو فرمایا ہے اس سے پہلی آیتِ مبارکہ مراد ہے یعنی وَاِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی فَانۡکِحُوۡا مَا طَابَ لَکُمۡ مِّنَ النِّسَآءِ... (النسآ:۳) اور دوسری آیتِ مبارکہ میں فرمایا: وَ تَرۡغَبُوۡنَ اَنۡ تَنۡکِحُوۡھُنَّ اِس آیتِ مبارکہ سے غرض یہ ہے کہ جو یتیم بچیاں تمہاری پرورش میں ہیں اگر وہ مال اور حسن و جمال میں اچھی نہیں اور تم اُن کی طرف رغبت نہیں کرتے' اِسی لئے تمہیں اُن سے نکاح کرنے کی ممانعت ہوگئی اور جن سے تم رغبت کرتے ہو، باوجود خواہش کے اُن کے مہر خاطر خواہ مقرر نہ کرنا ناانصافی کی بات ہے۔[۲۰]

نکاح سے پہلے جو کچھ دیا:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس عورت سے نکاح سے پہلے مہر یا بخشش کا وعدہ کیا، پھر نکاح کیا، تو یہ سب چیزیں عورت کی ہیں اور نکاح کے بعد جو کچھ ہو، وہ دینے والے کا حق ہے اور آدمی کی عزت اور بزرگی بیٹی اور بہن کے سبب ہے یعنی اگر بیٹی اور بہن کو دینے دلانے سے خوش رکھے گا تو تحسین اور آفرین کا سزاوار ہوگا۔[۲۱] (یعنی نکاح سے

---

[۲۰] نسائی جلد۲ ص ۸۶۔ [۲۱] نسائی جلد۲ ص ۸۷۔

پہلے جو کچھ عورت کو دے دیا جائے یا دینے کا اقرار کیا جائے وہ عورت کا مال ہو گیا۔ اِس میں خاوند وغیرہ کا کچھ حصہ نہیں اور جو کچھ نکاح ہونے کے بعد عورت کو دیا جاتا ہے وہ دینے والے کا حق ہے یعنی دینے والے کا اِس پر دعویٰ چل سکتا ہے)

کیا عورت کے مَہر میں سے کچھ لیا جا سکتا ہے؟:

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:

فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا۝

(النسآء:۴)

''اور اگر وہ اپنے دل کی خوشی سے (حق) مَہر میں سے کچھ دے دیں تو اِس سے رچتا پچتا کھاؤ''۔

بعض علماء کرام اِس سے فرماتے ہیں کہ عورت کا مَہر بڑی برکت والی چیز ہے۔ اگر کسی کے بچہ کو شفا نہ ہوتی ہو تو وہ اپنے مَہر میں سے اُس کا علاج کرے اور دُرود شریف ہماری پہلی ماں حضرت حوا رضی اللہ عنہا کا مَہر ہے۔ لہٰذا ہمارے لئے شفاء ہے مگر یہ جب ہے کہ عورت بخوشی دے، جبراً لینا یا دیا ہوا مَہر واپس لینا حرام ہے۔ (نور العرفان)

''اسلام'' بطورِ حق مَہر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ (حضرت) ابو طلحہ نے (حضرت) اُمّ سلمہ (رضی اللہ عنہا) کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اُن کے درمیان دین ''اسلام'' مَہر تھا۔ (حضرت) اُمّ سلمہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا اے ابو طلحہ تو رد کے قابل نہیں (یعنی تیری بات مانی جائے گی) مگر تو کافر ہے، میں مسلمان خاتون ہوں، اِس لئے میرے لئے جائز نہیں کہ میں تیرے ساتھ نکاح کروں۔ اگر تو مسلمان ہو جائے (تو تیرا اِسلام لانا ہی میرا حق مَہر ہوگا)۔ پھر (حضرت) ابو طلحہ (رضی اللہ عنہ) مسلمان ہو گئے اور اُن سے نکاح اِسی حق مَہر

پر ہوا۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بعد راوی ہیں، فرماتے ہیں، میں نے (حضرت) اُمّ سلمہ (رضی اللہ عنہا) کے مقابلہ میں کوئی ایسی عورت دیکھی سنی نہیں جس کا حق مَہر ان سے بزرگ اور بہتر ہو۔ کیونکہ اِسلام سے بڑھ کر اور کیا چیز ہوسکتی ہے۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اُن سے قربت کی اور اُن سے بچے بھی پیدا ہوئے۔ ۲۲

''آزادی'' بطور حق مَہر:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت بی بی) صفیہ (رضی اللہ عنہا) کو آزاد کر کے اُن سے نکاح فرمایا اور ان کی آزادی اُن کا حق مَہر ٹھہری۔ ۲۳

آزاد کر کے نکاح کرنے پر دوہرا ثواب:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین اشخاص ہیں، جن کیلئے دوہرا اجر و ثواب ہے۔ پہلا وہ آدمی جس کے پاس لونڈی ہو اور وہ اُسے ادب سکھائے جیسا ادب سکھانے کا حق ہے اور علم پڑھائے جیسا علم پڑھانے کا حق ہے یعنی علم و ادب میں اُس کو لائق فائق کر دیا۔ اور آزاد کرنے کے بعد اُس سے نکاح کر لے اور دوسرا وہ غلام جو اپنے آقا میاں کی خدمت بھی کرے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی بندگی بھی کرے اور تیسرا وہ شخص جو اہل کتاب ہو اور (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر) ایمان لائے۔ ۲۴

---

۲۲ نسائی جلد۲ ص ۸۵، مشکوٰۃ ص ۲۷۷۔ ۲۳ نسائی جلد۲ ص ۸۶، ترمذی جلد۱ ص ۲۱۱، مسلم جلد۱ ص ۵۴۹۔ ۲۴ نسائی جلد۲ ص ۸۶، ترمذی جلد۱ ص ۲۱۲، مسلم جلد۱ ص ۴۵۹ (مختصراً)۔

ولیمہ

سُنّتِ رسول کریم

صلی اللّٰہ علیہ وسلم

ھے

ولیمہ

ولیمہ، ولم سے بنا ہے بمعنی ملنا، جمع ہونا۔ نکاح اور شبِ زناف کے بعد جو دعوت طعام دی جاتی ہے، اُسے ولیمہ کہا جاتا ہے کہ وہ خاوند اور بیوی کے ملنے کی دعوت ہے۔ حق تو یہ ہے کہ ولیمہ سُنّت ہے۔ شبِ عروسی اور زناف کے بعد کرنا بہتر ہے۔ ''نہایہ'' میں ہے ولیمہ اُس کھانے کو کہتے ہیں جو شادی کے موقع پر تیار کیا جاتا ہے ''قاموس'' میں ولیمہ شادی کے کھانے یا ہر کھانے کو بھی کہتے ہیں۔

مجمع البحار میں ہے کہ ضیافت کی آٹھ قسمیں ہیں۔ شرح السنۃ للبغوی میں بھی ایسے ہی ہے۔[۱] **الولائم ثمانیه** ''ولیمہ آٹھ قسموں کا ہے۔''

(۱) **الاعذار للختان**: ختنہ کا کھانا۔

(۲) **الخرس**: خا پر پیش ر پر جزم **وقیل هو طعام الولادة**: پیدائش پر کھانا۔

(۳) **العقیقة تختص بیوم السابع**: عقیقہ جو خاص طور پر ساتویں دن کیا جاتا ہے۔

(۴) **النقیعة لقدوم المسافر مشتقة من النقع وهو الغبار**: کسی کے سفر سے واپسی پر جو دوسروں کے لئے تیار کرے یا دوسرے اُس کے لئے تیار کریں۔ یہ نقع سے مشتق ہے جس کے معنی غبار ہے۔

(۵) **الوکیرة**: الوکر سے ماخوذ ہے تعمیر کے وقت کی ضیافت۔

(۶) **الوضیمة**: نقطے والے ''ض'' کے ساتھ مصیبت کے وقت (کا کھانا)۔

(۷) **المأدبة**: ہمزہ کے ساتھ اور دال پر پیش اِس کے ساتھ باء'' وہ کھانا جو بغیر کسی سبب کے ضیافت کے لئے تیار کیا جائے۔

(۸) عُرس و شادی کے موقع پر۔

---

[۱] شرح السنۃ للبغوی جلد ۵ ص ۹۹ حاشیہ نمبر ۳۔

ولیمہ کے علاوہ تمام قسمیں مستحب ہیں۔ علامہ بغوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت عطا ہونے پر جو کھانا دولہا بطور شکرانہ تیار کرے تو مستحب ہے۔

دعوتِ ولیمہ میں آنا:

دعوتِ ولیمہ میں مقررہ وقت پر آنا چاہئے اور دعوت کھانے کے بعد صاحبِ خانہ کے ہاں سے جلد رخصت ہو جانا چاہئے۔ جب رسولِ کریم ﷺ کا نکاح حضرت بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے ہوا اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دعوتِ ولیمہ دی تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھانا کھا چکنے کے بعد وہیں باتوں میں مشغول رہے، جس سے رسول کریم ﷺ کو تکلیف ہوئی۔ لہٰذا ہر ولیمہ کے بارے میں یہ بات ذہن میں ہونی چاہئے کہ صاحبِ خانہ کو تکلیف نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب رسولِ کریم ﷺ نے اُمّ المومنین حضرت بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد دعوتِ ولیمہ کا اہتمام فرمایا تو کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طعام پکنے سے پہلے آگئے اور کچھ کھانا تناول کرنے کے بعد بیٹھے رہے۔ لوگوں کے اِس طرح آنے اور نہ جانے سے نبی کریم ﷺ کو اذیت ہوئی۔ مگر آپ ﷺ نے حیاء اور اخلاق کی وجہ سے اُن کو جانے کے لئے نہ فرمایا۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہلِ ایمان کے لئے حکم نازل فرمایا اور آئندہ کے لئے مسلمانوں کے واسطے قانون بنا دیا۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ ۙ وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکُمْ کَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْکُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ (الاحزاب:۵۳)

”اے اِیمان والو! نبی (کریم ﷺ) کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب

تک اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ، نہ یوں کہ خود اُس کے پکنے کی راہ دیکھو۔ ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ۔ بے شک اِس میں نبی (کریم ﷺ) کو ایذا ہوتی تھی اور وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ تبارک وتعالیٰ حق فرمانے میں جھجکتا نہیں''۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش (رضی اللہ عنہا) سے نکاح کیا تو لوگوں کو دعوت طعام دی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعتیں آتی تھیں اور کھانا کھا کے چلی جاتی تھیں آخر میں تین حضرات کھانے سے فارغ ہونے کے بعد بیٹھے رہے آپس میں باتیں کرنے لگے یہاں تک کہ سلسلہ گفتگو دراز ہوا۔ حجرہ مبارک ظاہرہ پیمائش کے لحاظ سے تنگ تھا۔ اِس سے گھر والوں کو خصوصاً سید الانبیاء ﷺ کو تکلیف ہوئی۔ حضور نبی کریم ﷺ دوسرے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے، جب کچھ دیر بعد تشریف لائے' تب بھی یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر اُنہیں خود خیال ہوا اور وہاں سے چلے گئے۔ تو پھر نبی کریم ﷺ دولت خانہ میں تشریف لے گئے اور پردہ ڈال دیا۔ [۲]

نصیحت آموز واقعہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا لائی گئیں اور روٹی اور گوشت کے ساتھ ولیمہ کی دعوت کی گئی۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) مجھے لوگوں کو طعام کے لئے بلانے بھیجا گیا۔ لوگ آتے، کھاتے اور چلے جاتے پھر لوگ آتے، کھاتے اور چلے جاتے۔ میں نے ہر شخص کو کھانے کی دعوت دی۔ حتیٰ کہ میں نے کسی کو نہ پایا کہ اُسے کھانے کے لئے بلاؤں۔ حضور سیّد عالم ﷺ نے فرمایا: کھانا اُٹھا لو اور تین شخص باقی رہ گئے جو گھر میں باتوں میں مشغول رہے۔ نبی کریم ﷺ

۲ بخاری جلد۲ ص ۷۰۶، عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۱۹ ص ۱۲۲، مسلم جلد ا ص ۴۶۱۔

اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں تشریف لے گئے اور فرمایا: **السلام علیکم اھل بیت و رحمۃ اللہ** ''اے اہل بیت تم پر سلام اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت ہو''۔ (اِس کے جواب میں) اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ کہا اور عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) آپ ﷺ نے اپنے اہل کو کیسا پایا؟ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ ﷺ کو برکت دے۔ پھر آپ ﷺ تمام بیبیوں (رضی اللہ عنہن) کے حجروں میں تشریف لے گئے اور اُن سے وہی فرماتے، جو اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اور وہ وہی کہتیں جو اُمّ المومنین حضرت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ تین شخص وہیں باتوں میں مصروف ہیں۔ نبی کریم ﷺ کامل حیادار ہیں، آپ ﷺ چلتے ہوئے اُم المومنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مقدس کی طرف تشریف لے گئے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) مجھے نہیں معلوم کہ میں نے آپ ﷺ کو خبر دی یا آپ ﷺ کو خبر دی گئی کہ وہ (تین آدمی) چلے گئے ہیں۔ آپ ﷺ واپس تشریف لائے حتیٰ کہ اپنا قدم مبارک دروازہ کے آستانہ میں کیا۔[۳]

ولیمہ کے لئے ایک بکری:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا رنگ دیکھا۔ تو فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کیا (یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم) میں نے ایک عورت کے ساتھ ایک گٹھلی برابر سونے کے عوض نکاح کیا۔ رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ''اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں

[۳] بخاری جلد۲ ص ۷۰۷، عمدۃ القاری جلد ۱۰ جز ۱۹ ص ۱۲۳۔۱۲۲، فتح الباری جلد ۸ ص ۶۷۲، تفہیم البخاری جلد ۷ ص ۳۳۳، تیسیر الباری جلد ۶ ص ۳۱۱، کتاب السنی ص ۲۱۸ حدیث نمبر ۶۱۷، البدایہ والنہایہ جلد۴ ص ۱۷۴، بخاری جلد۲ ص ۶۷۷۔

برکت عطا فرمائے۔ (پھر فرمایا) ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری سے ہی ہو“۔ ۴

اِس حدیث شریف سے ثابت ہوا (۱) ولیمہ سُنّت ہے (۲) ولیمہ رخصتی کے بعد بھی ہوسکتا ہے۔ (۳) ولیمہ بقدر طاقت ہے اِس کے لئے مقدار مقرر نہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اور حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کروا دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اُن کو اپنے گھر کا آدھا سامان پیش کردیا اور اُن کی دو بیویاں تھیں۔ (حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے کہا) میں ایک کو طلاق دیتا ہوں (تم عدت پوری ہونے کے بعد اُس سے شادی کرلینا) مگر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کے اہل و مال میں برکت کی دُعا کی۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بازار گئے اور خرید و فروخت (سوداگری شروع کردی) کچھ دنوں کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا رنگ دیکھا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ”یہ کیا ہے“؟ عرض کیا کہ میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کرلی ہے۔ فرمایا:- ”کیا حق مہر رکھا ہے“؟ عرض کیا گٹھلی کے وزن کے برابر سونا۔ فرمایا:- ”ولیمہ کرو چاہے ایک بکری سے ہی ہو“۔ ۵

حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا ولیمہ اپنی زوجہ مطہرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے شادی پر کیا ایسا کسی بیوی سے شادی پر نہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری سے ولیمہ کیا۔ ۶

۴ بخاری جلد۲ ص ۷۷۷، مشکوٰۃ ص ۲۷۶، دارمی جلد۲ ص ۱۴۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۱۴۸، مجمع الزوائد جلد۴ ص ۵۲، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۰۱، مسند احمد جلد۳ ص ۱۶۵، ترمذی جلد۱ ص ۲۰۸، ابنِ ماجہ ص ۱۳۸۔ ۵ بخاری جلد۲ ص ۷۷۷، المعجم الکبیر للطبرانی جلد۲ ص ۲۶ حدیث نمبر ۵۴۰۳، موطا امام مالک ص ۵۰۹۔ ۶ بخاری جلد۲ ص ۷۷۷، مسلم جلد۱ ص ۴۶۱، مشکوٰۃ ص ۶۷۸، ابن ماجہ ص ۱۳۸، ابوداؤد جلد۲ ص ۱۶۹۔

گوشت اور روٹی سے ولیمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا سے زناف فرمایا تو ولیمہ کیا جس سے لوگوں کو روٹی اور گوشت سے خوب سیر کر دیا۔ ۷

ہریسہ سے ولیمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد فرمایا اور اُن سے نکاح فرمالیا اور اُن کی آزادی کو اُن کا حق مَہر مقرر فرمایا۔ اور اُن پر ہریسہ سے ولیمہ فرمایا۔ ۸

نوٹ: اہلِ عرب کھجور و مکھن اور چھوہارے اور گھی کو ملا کر کھاتے ہیں۔ اسے حسبی کہا جاتا ہے۔ آج کل اسے ہریسہ کہا جاتا ہے۔ ہریسہ بہت سے اقسام کا ہوتا ہے جو مختلف چیزوں اور مختلف طریقوں سے بنایا جاتا ہے۔

اِنہی سے دوسری روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان تین راتیں قیام فرمایا: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر حضرت صفیہ (رضی اللہ عنہا) کا زناف کیا جانا تھا۔ تو میں نے مسلمانوں کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ولیمہ کی دعوت دی۔ اس ولیمہ میں روٹیاں تھیں نہ گوشت۔ صرف یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو فرمایا دسترخوان بچھاؤ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور، پنیر اور گھی اس پر ڈالا۔

اب مسلمانوں سے کہنے لگے (حضرت) بی بی صفیہ (رضی اللہ عنہا) مسلمانوں کی ماں ہیں (آزاد ہیں) یا لونڈی (حرم) ہیں۔ پھر خود کہنے لگے اگر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھپایا تو وہ ام المومنین ہیں، ورنہ لونڈی، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوچ فرمایا تو حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا کے لئے (اونٹ پر) اپنے

---

۷ مشکوٰۃ ص ۲۷۸، ابن ماجہ ص ۱۳۹، مسلم جلد ۱ ص ۴۶۱۔ ۸ بخاری جلد ۲ ص ۷۷۷، مشکوٰۃ ص ۲۷۸۔

پیچھے جگہ درست کی اور پردہ لگا دیا۔۹

بدترین دعوتِ ولیمہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بدترین کھانوں میں اُس ولیمہ کا کھانا ہے جس کے لئے مالدار لوگوں کو بلایا جائے اور غریبوں کو چھوڑ دیا جائے اور جس نے دعوت چھوڑ دی اُس نے اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی"۔۱۰ (کیونکہ ایسے ولیمہ میں زیادہ نام ونمود ہی ہوتا ہے۔ آج کل بعض لوگ فقیر اور طلباء کو دعوت پر بلاتے ہیں اور خوشی سے اُنہیں کھانا کھلاتے ہیں جبکہ بعض ذلت وخواری سے کھلاتے ہیں یہ اور بھی بُری حرکت ہے فقراء بھی، ہمارے بھائی ہیں)۔

ستو اور چھوہارے سے ولیمہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی بی صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی پر ستو اور چھوہاروں سے ولیمہ کیا۔۱۱ (اِس ولیمہ میں ستو اور چھوہارے ملا کر کھلا دیئے یا ستو علیحدہ اور چھوہارے علیحدہ)۔

سوا دو سیر جو سے ولیمہ:

حضرت صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کا دو مد جو سے ولیمہ کیا۔ ۱۲

نوٹ: دو مد آدھا صاع ہوتا ہے یعنی سوا دو سیر۔

---

۹ بخاری جلد۲ ص ۶۰۶، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۰۲۔۱۰ بخاری جلد۲ ص ۷۷۸، مسلم جلد ۱ ص ۴۶۲، مشکوٰۃ ص ۲۷۸، موطاء الامام مالک ص ۵۰۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۴۰۵۔۲۶۷، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۷ ص ۲۶۲۔۱۹۱، مجمع الزوائد جلد۴ ص ۵۳، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۰۵، ابن ماجہ ص ۱۳۸، ابوداؤد جلد۲ ص ۱۶۹۔۱۱ مشکوٰۃ ص ۲۷۸، ابن ماجہ ص ۱۳۸، ابوداؤد جلد۲ ص ۱۷۰، ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۸۔۱۲ بخاری جلد۲ ص ۷۷۷، مشکوٰۃ ص ۲۷۸۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ولیمہ:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد ولیمہ کیا۔ اپنی زرہ ایک یہودی کے ہاں گروی کر کے اس سے دو مد جو لے لئے۔[۱۳] [سبحان اللہ! ہمارے سرداروں نے کس طرح سے زندگی بسر کی۔ شادی میں دو مد جو، اپنی زرہ گروی کر کے لئے۔ وہ جھوٹی شہرت کے قائل نہ تھے۔ آج حالات بالکل مختلف ہیں، ہم لوگ خودنمائی اور جھوٹی شہرت کی خاطر برسوں قرضوں تلے دبے رہتے ہیں اور کئی لوگ سود کی لعنت میں بھی گرفتار ہو جاتے ہیں۔ تکالیف پیغمبروں علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی میراثِ مبارک ہیں۔ وہ لوگ جن کو یہ نعمت حاصل ہو تو وہ صبر و شکر کریں۔]

دعوت ولیمہ قبول کرنا سُنّت ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جب تم میں سے کوئی دعوت ولیمہ کی طرف بلایا جائے تو وہاں جائے''۔[۱۴]

اِنہی سے دوسری روایت میں الفاظ اس طرح ہیں: ''جب تم میں سے کوئی شادی کی دعوت ولیمہ میں بلایا جائے تو قبول کرے''۔ [۱۵]

نوٹ: دعوت کسی موقع پر ہو قبول کرنا سُنّت اور مستحب ہے۔ غالباً ولیمہ میں زیادہ تاکید ہے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے دعوتِ ولیمہ قبول کرنا واجب ہے۔ بعض نے فرضِ کفایہ کہا جبکہ چند چیزوں سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ (۱) کھانا مشتبہ ہو۔ (۲) صرف مالداروں کو بلایا گیا ہو۔ (۳) فاسقوں کی مجلس ہو۔ (۴) کسی کو بطور

---

[۱۳] تیسیر الباری جلد ۷ ص ۹۱ بحوالہ طبرانی۔ [۱۴] بخاری جلد ۲ ص ۷۷۷، مسلم جلد ۱ ص ۴۲۶، مشکوٰۃ ص ۶۷۸، مشکل الآثار جلد ۴ ص ۱۴۷، موطا امام مالک ص ۵۰۹، شرح السنۃ جلد ۵ ص ۱۰۴۔ [۱۵] ابن ماجہ ص ۱۳۹، مسند احمد جلد ۲ ص ۲۲، السنن الکبریٰ للبیھقی جلد ۷ ص ۲۶۲۔ ۲۶۰، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۶۹، مسلم جلد ۱ ص ۴۶۲۔

رشوت بلایا گیا ہو اور نا جائز کام میں تعاون طلب کیا جا رہا ہو۔ (۵) یا وہاں شرع کے خلاف امور موجود ہوں (مثلاً دستر خوان پر شراب ہو، عورتوں کی بے پردگی ہو یا جیسے آج کل عورتوں کو مرد بیرے کھانا کھلاتے ہیں۔ ویڈیو فلمیں بنائی جاتی ہیں، ناچ گانے، باجا گاجا کی محافل ہوتی ہیں)۔

بغیر دعوت کے آنے والا چور ہے:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس کو دعوت دی جائے پھر وہ قبول نہ کرے تو اُس نے اللہ (عزوجل) اور رسول کریم (ﷺ) کی نافرمانی کی اور جو بغیر دعوت کے پہنچ جائے تو وہ چور ہو کر گیا اور لٹیرا ہو کر نکلا''۔[۱۶]

اِس سے دعوت کے متعلق چند مسائل معلوم ہوئے۔

۱۔ کوئی شخص بغیر بلائے دعوت میں نہ جائے۔

۲۔ بلایا ہوا آدمی بھی اپنے ساتھ کسی غیر مدعو کو نہ لے جائے۔ عرف میں آئے جیسے بادشاہ کے ساتھ باڈی گارڈ یا ڈرائیور وغیرہ، تو جائز ہے۔

۳۔ غیر مدعو کے لئے اجازت لی جائے۔

۴۔ غیر مدعو، صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر گھر میں داخل نہ ہو۔

۵۔ مہمان کھاتے وقت کسی آ جانے والے کو دعوت نہ دے کیونکہ مہمان کھانے کا مالک نہیں۔

۶۔ ایک دستر خوان والا دوسرے دستر خوان والے کو کوئی چیز نہ دے۔ البتہ ایک ہی دستر خوان کے لوگ ایک دوسرے سے چیزیں لے سکتے ہیں۔ بعض فقہاء فرماتے ہیں، مہمان، اجنبی کتے کو ہڈی بھی نہیں ڈال سکتا۔ اگر مالک کا کتا ہے تو اُس کو ڈالے۔ (بحوالہ مرقاۃ اور شامی وغیرہ) [۱۷]

---

[۱۶] مشکوٰۃ ص ۲۷۸۔ [۱۷] مرآۃ جلد ۵ ص ۷۶۔

تعلیم اُمّت کے لئے:

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ "ایک انصاری شخص نے جس کی کنیت ابو شعیب (رضی اللہ عنہ) تھی، اپنے گوشت فروش غلام سے کہا، میرے لئے کھانا تیار کرو اور کھانا اتنا ہو کہ پانچ آدمیوں کے لئے کافی ہو تا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دینے کا اعزاز حاصل کروں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ چار اور آدمی ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور دعوت دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص آ گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس انصاری سے فرمایا، اے ابو شعیب (رضی اللہ عنہ) ایک شخص ہمارے ساتھ آ گیا ہے اگر تم اُنہیں اجازت دو تو بہتر اور اگر تم چاہو تو اِسے چھوڑ دو، اُس نے عرض کیا نہیں بلکہ میں نے اُسے اِجازت دی"۔ ۱۸

[یہاں شرعی مسئلہ بتانا مقصود تھا ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر اور حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہما کے گھر، دوسرے موقعوں پر، سینکڑوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے گئے اور معجزانہ طور پر کھانا کھلایا۔]

نکاح کے بعد نام بدلا جا سکتا ہے:

اُمّ المومنین حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا کا نام مبارک پہلے "برّہ" تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر "زینب" رکھا۔ ۱۹ (بی بی زینب کا نکاح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کیا۔ انہوں نے کچھ عرصہ کے بعد طلاق دے دی۔ عدت گزرنے کے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے (باذنِ الٰہی) خود ہی حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نکاح کا پیغام دے کر حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے اور اُن کی طرف پشت کر کے کھڑے ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام مقدس دیا۔ اِدھر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام بھیجا، اُدھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی: فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا

۱۸ مشکوٰۃ ص ۲۷۸۔ ۱۹ مرآۃ جلد ۵ ص ۷۲۔

(الحجرات:۳۷)''جب زید کی غرض اُس سے نکل گئی تو ہم نے آپ (ﷺ) کے نکاح میں دے دی''۔ اِس آیتِ مبارکہ کے نازل ہونے پر حضور نبی کریم ﷺ حضرت بی بی زینب کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت بی بی زینب رضی اللہ عنہا تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن پر فخر کرتی تھیں کہ تمام بیبیوں کا نکاح اُن کے عزیزوں نے فرش پر کیا ہے جبکہ میرا نکاح میرے رب نے عرش پر کیا ہے۔۲۰ ''یہ نکاح معروف طریقے کے برعکس صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے نکاح قرار پایا۔ نکاح خوانی، ولایت، حق مہر اور گواہوں کے بغیر ہی''۔ ۲۱

پہلے دن ولیمہ حق ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پہلے دن ولیمہ حق ہے، دوسرے دن دستور کے موافق (معروف) ہے اور تیسرے دن ریا کاری اور سنانے کے لئے اور شہرت کے لئے ہے۔ یہ منع ہے''۔۲۲

ضمیمہ

بارات اور شادی بیاہ کے موقع پر شیطانی حرکات

از: فتاویٰ رضویہ شریف

سوال ۱: جس بارات یا دعوت میں منکرات یعنی خلاف شرع حرکات ناچ گانا باجہ وغیرہ ہوں تو اُس میں شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب: اگر یہ شخص جانتا ہے کہ میری خاطر اُن لوگوں کو ایسی عزیز ہے کہ بحالت منکرات شرعیہ میں شرکت سے انکار کروں گا تو وہ ممنوعات سے باز رہیں گے اور میرا

---

۲۰ مرآۃ جلد ۵ ص ۲۰۷۔ ۲۱ قرآن مجید مترجم معہ حواشی ص ۱۱۸۹ (چھاپہ سعودی عرب) ۲۲ ابن ماجہ ص ۱۳۹، مسند احمد جلد ۵ ص ۲۸، دارمی جلد ۲ ص ۱۰۵، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۲۶۰، تلخیص الحبیر جلد ۳ ص ۱۹۵، مجمع الزوائد جلد ۴ ص ۵۶، ابوداؤد جلد ۲ ص ۱۷۰، ترمذی جلد ۱ ص ۲۰۸۔

شریک نہ ہونا گوارا نہیں کریں گے تو اُس پر واجب ہے کہ منکرات (یعنی غیر شرعی حرکات) کے ترک کے بغیر شریک نہ ہو۔ (یعنی وہ شرکت پر قید لگا دے کہ اگر غیر شرعی حرکات مثل ناچ گانا باجہ وغیرہ ہوگا تو میں شریک نہیں ہوں گا' اگر اِن باتوں سے پرہیز کیا جائے تو میں شریک ہوں گا)۔ اگر جانتا ہے کہ میری عزت اور عظمت اُن کی نگاہوں میں ایسی ہے کہ میں ساتھ رہوں گا تو وہ غیر شرعی حرکات نہ کرسکیں گے تو اُس پر واجب وموجبِ ثواب عظیم ہے کہ شریک ہو۔ اگر بارات والا حیلے بہانہ سے لے کر جانا چاہتا ہے مگر جہاں جائے گا وہاں منکراتِ شرعیہ ہوں گے تو ہرگز نہ جائے اور اگر واقعی ایسا ہی ہے کہ نفسِ دعوت' منکرات سے خالی ہوگی۔ اگرچہ دوسرے مکان میں لوگ مشغولِ گناہ ہوں گے تو شرکت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ غایت یہ کہ میزبان گنہگار ہے پھر شرعاً گنہگار کی دعوت بھی دعوت ہے جبکہ وہ خود گناہ پر مشتمل نہ ہو۔ مگر عالم اگر جانے کہ میری اتنی شرکت پر بھی عوام مجھے طعنے دیں گے تو نہ جائے کہ مواقع تہمت سے بچنا چاہیے اور مسلمانوں پر فتح باب غیبت ممنوع ہے (یعنی غیبت کے دروازے کھولنا منع ہے) اور جو ایسی محافل میں نہ جانے کا عہد کرلیں وہ خلاف عہد نہ کریں کہ خلاف عہد معیوب ہے)۔ [1]

سوال نمبر۲: شادی کے دن لوگ طرح طرح کا تماشہ کرتے ہیں یعنی آتش بازی' بندوق وگانا بجانا اور لکڑی پھینکنا وغیرہ۔ یہ سب سامان تماشہ کرتے ہوئے دلہن کے گھر جاتے ہیں۔ یہ سب اُمور مذکورہ بحسبِ شرع' شریعت کے جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: لکڑی پھینکنا' بندوقیں چھوڑنا اور اِس قسم کے سب کھیل جائز ہیں جبکہ اپنی اور دوسرے حضرات کی مضرت کا اندیشہ نہ ہو اور اِن سے مقصود کوئی غرض محمود یعنی فن سپہ گری کی مہارت نہ ہو۔ مجرد لہو ولعب اگر صرف کھیل کود مقصود ہو تو مکروہ۔ آتش بازی جس طرح شادیوں اور شب برات میں رائج ہے بے شک حرام اور پورا جرم ہے کہ اِس میں مال کا ضائع کرنا ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کو

[1] فتاویٰ رضویہ جلد دہم نصف اول ص ۳۲۔

شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا o اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا o (بنی اسرائیل:٢٧)
''بے شک فضول اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔''

رسولِ کریم ﷺ فرماتے ہیں' ان اللہ تعالیٰ کرہ لکم ثلثا قیل و قال اضاعتہ المال و کثرۃ السوال[٢] ''اللہ تعالیٰ تین کاموں سے ناخوش ہوتا ہے۔ بے فائدہ باتیں کرنے' بہت زیادہ (فضول) سوال کرنے سے اور مال کے تباہ کرنے سے (جیسے پتنگ بازی اور آتش بازی وغیرہ سے)۔''

مختصراً اِسی طرح یہ گانے باجے کہ جن بلاد میں معمول اور رائج ہیں بلاشبہ ممنوع و ناجائز ہیں خصوصاً وہ ناپاک ملعون رسم کہ بے تمیز' احمق' جاہلوں نے شیاطین ہنوز' ملاعین بے بہبود سے سیکھی۔ یعنی فحش گالیوں کے گیت گانا اور مجلس کے حاضرین اور حاضرات کو لچھے دار سنانا' سمدھیانہ (سسرال) کی پاک دامن عفیف عورتوں کو الفاظ بدکاری سے تعبیر کرنا کرانا خصوصاً اِس ملعون بے رسم کا مجمع زناں میں ہونا۔ اُن کا اس ناپاک فاحشہ حرکت پر ہنسنا' قہقہے دوڑانا اپنی کنواری لڑکیوں کو یہ سب کچھ سنا کر بدلحاظ' بے حیا بنانا' بے غیرت' خبیث' بے حمیت مردوں کا اِس شہدا پن کو جائز رکھنا' کبھی برائے نام لوگوں کے دکھاوے کو جھوٹ سچ ایک آدھ بار جھڑک دینا' مگر بندوبست قطعی نہ کرنا' یہ شنیع (بد) گندی مردود رسم ہے جس پر صدہا لعنتیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی اُترتی ہیں۔ اُس کے کرنے والے' اُس پر راضی ہونے والے' اور اپنے یہاں اس کا انسداد نہ کرنے والے سب فاسق و فاجر مرتکب کبائر' مستحق غضبِ جبار و عذابِ نار ہیں۔ (العیاذ باللہ) اللہ تبارک وتعالیٰ مسلمانوں کو ہدایت بخشے جس شادی میں یہ حرکتیں ہوں' مسلمانوں پر لازم ہے کہ اُس میں ہرگز شریک نہ ہوں۔ اگر نادانستہ شریک ہوگئے تو جس وقت اِس قسم کی باتیں شروع ہوں اور

---

[٢] مسلم جلد ٢ ص ٧٥' مسند احمد جلد ٤ ص ٢٣٦' درمنثور جلد ١ ص ٣٦٣' مشکل الآثار جلد ٤ ص ٢٣٤' تفسیر طبری جلد ٣ ص ٦٦ (ادارہ)۔

اُن لوگوں کا ارادہ معلوم ہو تو سب مسلمانوں مردوں عورتوں پر لازم ہے کہ فوراً اُسی وقت اُٹھ جائیں اور اپنی جورو، بیٹی، ماں، بہن کو گالیاں نہ دلوائیں، فحش نہ سنوائیں ورنہ یہ بھی اُن ناپاکیوں میں شریک ہوں گے اور غضب الٰہی سے حصہ لیں گے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ ہرگز اس معاملہ میں حقیقی بہن بھائیوں بلکہ ماں باپ کی بھی رعایت و مروت روا نہ رکھیں۔ **لا طا عتہ لاحد فی معصیۃ اللہ تعالٰی** ''اللہ تبارک وتعالٰی کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں'' ہاں شرع مطہر میں شادی میں بغرض اعلان نکاح صرف دف کی اجازت دی ہے جبکہ مقصود شرع سے تجاوز نہ کرے۔ لہٰذا مکروہ و تحصیل لذت شیطانی کی حد تک نہ پہنچے۔ لہٰذا علماء شرط لگاتے ہیں کہ (دف) قواعد موسیقی پر نہ بجایا جائے۔ تال سم کی رعایت نہ ہو، نہ اِس میں جھانج ہو کہ وہ خواہی نخواہی مطرب و ناجائز ہیں۔ پھر اِس کا بجانا مردوں کو ہر طرح مکروہ ہے نہ شرف والی بیبیوں کے لئے مناسب بلکہ نابالغ چھوٹی بچیاں بجائیں اور اگر اِس کے ساتھ سیدھے سادھے اشعار یا سہرے سہاگ ہوں جن میں اصلاً نہ فحش ہو نہ کوئی بے حیائی کا ذکر نہ فسق و فجور کی باتیں نہ مجمع زناں میں عشقیات کے چرچے، نہ نامحرم مردوں کو عورتوں کے نغمہ کی آواز پہنچے۔ غرض ہر طرح منکرات شرعیہ و مظانِ فتنہ سے پاک ہوں تو اِس میں بھی مضائقہ نہیں۔ جیسے انصار کرام رضی اللہ عنہم کی شادیوں میں سمدھیانے جا کر یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ **اتینـا کم اتینـا کم فحیـانا و حیا کم ٥** ''ہم تمہارے پاس آئے، ہم تمہارے پاس آئے، اللہ (تبارک وتعالٰی) ہمیں بھی زندہ رکھے اور تمہیں بھی زندہ رکھے''۔

اِس قسم کے پاک و صاف مضمون ہوں اصل حکم میں تو اِس قدر کی رخصت ہے مگر حالِ زمانہ کے مناسب یہ ہے کہ مطلق بندش کی جائے کہ جہاں حال خصوصاً زنانِ زماں سے کسی طرح امید نہیں کہ انہیں جو حد باندھ کر اجازت دی جائے گی اِس کے پابند رہیں اور حدِ مکروہ و ممنوع تک تجاوز نہ کریں۔ لہٰذا سرے سے فتنہ کا دروازہ ہی بند کر دیا جائے نہ انگلی ٹیکنے کی جگہ پائیں گی نہ آگے پاؤں پھیلائیں گی۔[۳]

---

[۳] فتاویٰ رضویہ جلد ۱۰ نصف اول ص ۷۷۔

منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) چیف ایڈیٹر ماہنامہ ''سیدھا راستہ'' لاہور کی تصنیف کردہ کتب

نمبرشمار	نام کتب	ہدیہ	نمبرشمار	نام کتب	ہدیہ
1	ایصال ثواب	40روپے	16	رمضان المبارک کے فضائل ومسائل	40روپے
2	حدیث قسطنطنیہ	30روپے	17	علاماتِ قیامت	20روپے
3	آداب دُعا	80روپے	18	امر بالمعروف ونہی عن المنکر	30روپے
4	قُل شریف کیا ہے؟	30روپے	19	لیلۃ القدر عید الفطر اور مسائل فطر	20روپے
5	عظیم قرآنی دُعا	70روپے	20	مقدس دُعائیں	40روپے
6	مسجد اور امامت	20روپے	21	والدین واولاد کے حقوق	80روپے
7	مسائل قربانی	30روپے	22	حج وعمرہ زیارت	60روپے
8	عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم	40روپے	23	آئیں اپنی نماز کا جائزہ لیں!	90روپے
9	آخری چہار شنبہ	20روپے	24	چالیسواں کیا ہے؟	40روپے
10	نکاح نصف دین ہے	40روپے	25	یوسف مصر محبت	150 روپے
11	ہمسایوں کے حقوق	40روپے	26	استغفر اللہ	30روپے
12	ختم کے معانی	30روپے	27	دعوت وتبلیغ	10 روپے
13	مجھے نماز سے پیار ہے	40روپے	28	پاکیزگی نصف ایمان ہے	30روپے
14	تحفۂ معراج شریف	20روپے	29	شفاء بوسیلہ قرآنی مجید ومنزل	20روپے
15	سجدۂ تعظیمی حرام ہے	20روپے	30	آداب دُعا واوقات قبولیت	80روپے

ملنے کا پتا:

جامع مسجد نگینہ 977-A' بلاک بی III' گجر پورہ سکیم لاہور

042-36880027-28,0322-4730747

www.seedharastah.com